REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR
INDIA AT NO. R.N. 61/57.
REGD. NO. P. 67.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد ـــ ۲۲
ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:-
جاوید اقبال اختر

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ـــ ۱
شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ | ۴ صلح ۱۳۵۲ ہش | ۴ جنوری ۱۹۷۳ء

مکمل 73ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲ صلح (جنوری)۔ ربوہ میں جلسہ سالانہ کے دنوں میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی اور تینوں روز جلسہ سالانہ نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ منعقد ہوا (جلسہ سے متعلق تفصیلی اطلاعات اندر ملاحظہ فرمائی جائیں)

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام کے ساتھ دعا کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۲ صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★ ـــ محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعتِ احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان اور اس کے مضافات میں چند روز سے سردی کی شدید رَو چل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مضر اثرات سے احباب کو محفوظ رکھے اور سب کو صحت و عافیت سے رکھے آمین۔

لجنہ اماء اللہ کے قیام پر پچاس سال پورے ہونے کی خوشی میں

جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر پُرمسرت تقریب

حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ کا رُوح پرور پیغام

پچاس سالہ تقریب کے موقع پر ہندوستان کی اٹھارہ لجنات کی نمائندگان کی شمولیت

بتاریخ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۲ء

رپورٹ مُرتّبہ محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ مرکزیہ

الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری اور خوشی کے جذبات سے لبریز ماحول میں لجنہ اماء اللہ کے قیام پر پچاس سال پورے ہونے پر پُرمسرت تقریب قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقع پر منائی گئی۔ جس کے لئے حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ کا رُوح پرور پیغام موصول ہوا۔

اس پُرمسرت تقریب پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کی مندرجہ ذیل لجنات کی نمائندگان نے شرکت کی۔ حیدرآباد۔ سکندرآباد۔ یادگیر۔ بنگلور۔ شموگہ۔ مدراس۔ [illegible]۔ برہ پورہ بھاگلپور۔ شاہجہانپور۔ اودے پور کٹیا۔ کیرنگ۔ سورت۔ آسنور۔ رانچی۔ پٹنہ و آرہ۔ بھدرواہ۔ مظفرپور۔ بریلی۔

اس جلسہ کا انعقاد جلسہ گاہ مستورات میں خوبصورت قناتوں اور شامیانہ کے نیچے کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا الہام ـــ "اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کی ترقی ہو جائیگی"۔ نہایت خوبصورت اور سنہری الفاظ میں لکھے ہوئے لگائے گئے اور اس سے جلسہ گاہ کو مزین کیا گیا۔

رپورٹ پروگرام جلسہ مستورات

پچاس سالہ تقریب کا آغاز جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء کے موقع پر ۱۹ دسمبر کو زیرِ صدارت حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ افتتاحی دعا کے بعد تمام مستورات نے محترمہ صدرہ صاحبہ لجنہ مرکزیہ کی معیت میں عہد نامہ لجنہ دوہرایا۔ اس کے بعد محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے حضرت سیدہ ام متین صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ کا روح پرور پیغام پڑھ کر بہنوں کو سُنایا۔ جس میں انہوں نے قیمتی نصائح سے نوازا۔ اور احمدی خواتین کو اپنے پیارے امام کے قیمتی ارشادات سے نوازتے ہوئے اُن پر عمل کرنے کی نصائح فرمائیں (پیغام کا مکمل متن اسی شمارہ میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جائے) بعدہٗ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ نظم کے بعد حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ نے مستورات سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ آج آپ سب دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اختیار کر کے اپنی پچاس سالہ تقریب منانے کے لئے مرکز میں جمع ہوئی ہیں اس لئے ہمیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ جس نے ہمیں اسلام اور احمدیت جیسی نعمت سے نوازا۔ اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی برکات کے نتیجہ میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے ماتحت اتنی ترقی عطا فرمائی کہ آج ہم اس تنظیم پر پچاس سال پورے ہونے کی خوشی میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے جمع ہوئی ہیں۔ پس میں اس موقع پر تمام آنے والی نمائندگان اور مقامی بہنوں کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس تنظیم کے ذریعہ ہمیں جتنی ترقی عطا فرمائی ہے آئندہ یہ تنظیم اس سے بڑھ کر ترقیات کا پیش خیمہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کی عزت کو قائم کیا اور ایک بلند مقام عطا کیا تا ہم اسلام کی تعلیم کی روشنی میں اپنی تمام برائیوں کو دور کر کے قرونِ اولیٰ کی مستورات کی طرح قربانیاں پیش کرنے والیاں بنیں۔ اب موجودہ زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض یہی تھی کہ آپ کے ذریعہ ایک عظیم روحانی و جسمانی انقلاب رُونما ہونا مقدر تھا اور اللہ تعالیٰ نے پھر ایک بار آپ کے ذریعہ اسی محبت، اسی فدائیت اور اسی قربانی کے نظارے دنیا کے سامنے پیش کئے جو آج سے چودہ سو سال قبل آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نظر آتے تھے پس آپ نے بھی عورت کی عزت اور اس کے مقام کو بڑھایا اور اس کی تعلیم و تربیت کے لئے تمام تر کوششیں صرف کیں۔ آپ نے عورتوں کو شرک و بدعات سے منع فرمایا۔ اور اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ تا ان میں اسلام اور احمدیت کی خاطر قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے عورت کی اصلاح کے لئے عورتوں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپؓ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کے مبارک دن عورتوں کی اصلاح کے لئے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی تا جماعت کی مستورات متحد ہو کر اپنی تعلیمی و تربیتی ترقی سے اسلام اور احمدیت کی خدمت کرنے والیاں بن جائیں۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر کا اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کی آئندہ ترقی کا انحصار آج کے نونہالوں پر ہے۔ اور اُن نونہالوں نے

(باقی دیکھئے صلا پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
۴ر صلح ۱۳۵۲ ہجری شمسی

سالِ نَو کا آغاز

نیا سال شروع ہو گیا۔ خدا کرے ہر طرح خیر و برکت شاملِ حال رہے۔ نئے سال میں مخلوقِ خدا کو رشد و ہدایت پانے کے زیادہ سے زیادہ مواقع میسّر ہوں۔ اسلام و احمدیت کے بارے میں دِلوں کی کدورتیں دُور ہوں۔ سب کے سینے نورِ اسلام سے منوّر ہو جائیں۔ جماعت احمدیہ پر خدا تعالےٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی برکت سے بیتنے والے سال کے اختتام پر مرکزِ سلسلہ میں سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ خالص دینی اور روحانی ماحول میں اس اجتماع سے عجب طور سے ایمانوں میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ دِل صیقل ہوتے ہیں۔ روحوں میں انتعاش پیدا ہوتا ہے اس طرح جلسہ سالانہ میں آنے والے تازہ دم ہو کر اپنے وطنوں کو لوٹتے ہیں۔ اور معًا بعد نئے سال کا آغاز ہو جاتا ہے۔ گویا ایمانوں میں تازگی آجانے سے طبائع میں ایک خاص قسم کا ولولہ اور جوش پیدا ہو کر نیک اِرادوں اور صالح عزائم کو پُورا کرنے کے لئے خاص قسم کی اُمنگ کے ساتھ عمل کے لئے ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسی کا نام جماعتی زندگی ہے۔ خدا کے فضل سے یہ زندگی جماعتِ احمدیہ ہی میں ہے۔ جبکہ دوسرے تمام اسلامی فرقے اس نعمت سے محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن میں نہ عمل کے لئے کوئی رغبت دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی حرکت کے کوئی آثار۔ خدا کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کے اندر نیک تحریک اور پھر اس پر خاص رغبت اور شوق کے ساتھ عمل کا سلسلہ برابر چلتا آرہا ہے۔ اور آیتِ کریمہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ کا عملی نمونہ جماعت کے منزل بمنزل آگے بڑھتے چلے جانے میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

جو وقت ہاتھ سے نکل گیا اس پر افسوس کرتے رہنا اور جو وقت ابھی نہیں آیا، بغیر عملی جدوجہد کے محض اس کی اُمید پر زندہ رہنا سچے مومن کا طریق نہیں۔ اصل چیز حال ہے جسے مومن ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اسی سے اپنے مستقبل کو سنوارتا ہے۔ ارشادِ خداوندی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ کے مطابق ایک مومن کل کی بات آج سوچتا اور صحیح نتائج کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ ماضی پر کفِ افسوس ملتے رہنے کی بجائے مومن اس کو عبرت اور موعظت کا ذریعہ بناتا ہے۔ اور ہو چکی کوتاہیوں کے اعادہ سے مجتنب رہنے کی سعی کرتا ہے۔

جماعت کے سامنے جو بہت بڑا کام ہے اور اس کے لئے لگاتار عملی جدوجہد اور سعیٔ پیہم کی ضرورت ہے اس کی یاد دہانی کراتے ہوئے حضرت امام ہمام سیّدنا خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ پر ارسال فرمودہ اپنے رُوح پرور پیغام میں فرمایا ہے کہ:۔

"ہمارے سامنے بہت بڑا مقصد ہے۔ ساری دُنیا کے دِلوں میں نیک تغیّر اور پاک تبدیلی پیدا کر کے اُسے اللہ کے حضور جُھکا دینا۔"

بلاشبہ ساری دُنیا کو خدا تعالےٰ کے آستانے پر جُھکا دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ اسی طرح اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا کوئی آسان کام بھی نہیں ہے۔ دِلوں کے اندر تبدیلی سوائے خدا کے تائید و فضل کے ممکن ہی نہیں۔ اس لئے پہلے قدم پر تو تمام احباب جماعت کو التزام کے ساتھ دعا کی طرف زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ساتھ کے ساتھ اُن اسباب کو کام میں لانے کی جو آیتِ کریمہ میں اس طرح واضح کئے گئے ہیں:۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (النحل آیت: ۱۲۶)

(اے رسُول) تُو لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے اپنے رب کی راہ کی طرف بُلا۔ اور اس طریق سے جو سب سے اچھا ہو اختیار کرتے ہوئے اُن سے اُن کے اختلافات کے متعلق بحث کر۔ تیرا رب ان کو بھی جو اس راہ سے بھٹک گئے ہوں سب سے بہتر جانتا ہے اور اُن کو بھی جو ہدایت پاتے ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے ہر شخص طبعی طور پر سعادت مند ہے۔ مومن کی دلی ہمدردی کا ہر شخص ہی حقدار ہے۔ اس لئے تمام لوگوں تک اسلام و احمدیت کا امن بخش پیغام پہنچانا اور اُن کے سامنے صراطِ مستقیم کی وضاحت کرنا اہم فریضہ ہے۔ ایک بڑی تعداد دُنیا میں ایسے لوگوں کی اب بھی موجود ہے جو سیدھی راہ معلوم کر لینے کے بعد بہت جلد زندگی کے دھارے کو اس کے مطابق ڈھال لینے کے لئے تیار ہو سکتی ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ارشادِ خداوندی کے مطابق حکمت اور وعظ وتذکیر کے ذریعہ حق و صداقت کی بات پیش کی جائے۔ اور سچی ہمدردی کے رنگ میں بھلائی اور بُرائی کے دونوں رستوں کے عواقب سے پردہ اٹھایا جائے۔ جب کسی چیز کی خوبیاں واضح ہو جائیں تو ممکن نہیں کہ اِنسانی کانشنس اس کو ترک کر کے بُرے رستے کی طرف مائل رہے۔ اسلام نے انسان کی اس فطری خوبی کو بڑی اہمیت دی ہے اور مومنوں کی جماعت کو اسی نہج پر اپنی تبلیغی مہمات چلانے کی ہدایت فرمائی ہے۔

یہ بات تو اُن افراد کو آغوشِ اسلام و احمدیت میں لانے کی ہے جو ابھی تک اس بابرکت دین سے دُور اور اس کی حقیقی خوبیوں سے نا آشنا ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ احبابِ جماعت کے لئے ایک بڑا روحانی محاذ خود اُن کا اپنا گھرانا بھی ہے۔ اور ہماری خاص توجہ کی مستحق ہماری آئندہ نسل ہے۔ جو کچھ ہی سال بعد ہماری جگہ لینے والی ہے۔ اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ نئی پَود کی تعلیم و تربیت اسلام و احمدیت کی حیات بخش تعلیمات کی روشنی میں ہو۔ یہ ایسا اہم فریضہ ہے اور ایک ایسی ناگزیر ضرورت ہے کہ جب تک ہر کُنبہ اس ذمّہ داری کا خاص احساس نہ کرے اور سب والدین ایک مہم کی صورت میں اس طرف متوجّہ نہ ہوں ساری کی ساری جماعت کو اس اہم ذمہ داری سے کماحقّہٗ عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں جو امام مہدی کی جماعت ہونے کی وجہ سے سب پر عائد ہوتی ہے۔

خدا کے فضل سے جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ اور ہر آنے والا نیا دن اور شروع ہونے والا ہر نیا سال اس دائرہ کو وسیع سے وسیع تر کرتا چلا جا رہا ہے۔ کیا بلحاظ باہر سے جماعت میں شامل ہونے والے افراد کے ذریعہ اور کیا بلحاظ احمدیوں کی اپنی اولاد کی اولاد کے۔ لیکن دائرہ کی اس وسعت کے ساتھ ساتھ سب کے لئے صحیح تعلیم و تربیت کا اقدام نہایت درجہ ضروری اور لابدی ہے۔

اسی جلسہ سالانہ کی بات ہے کہ ایک جگہ چند ایسے تعلیم یافتہ دردمند دل رکھنے والے دوست بیٹھے تبادلۂ خیالات کر رہے تھے جن کو حال ہی میں مغربی ممالک میں کچھ عرصہ گزارنے کا موقع ملا۔ ان کی گفتگو کا موضوع بھی نئی پود کی اسلامی اقدار کے مطابق صحیح تعلیم و تربیت ہی تھا۔ ہمیں ایک نوجوان مگر صاحبِ علم و فراست کی بات بڑی وزن دار معلوم ہوئی جو خاص زور دے کر اپنے دوستوں پر واضح کر رہے تھے کہ مغربی ممالک کا ماحول نئی پود کے لئے کس قدر خطرناک ہے۔ ایسی صورت میں والدین اور سرپرستوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے ان نونہالوں کی طرف خاص توجّہ دیں۔ ان ممالک میں مروّجہ تعلیم پر ہی بچّے کو چھوڑ دینا انہیں جان بوجھ کر دین و مذہب سے بیگانہ کرنے میں مدد دینا ہی نہیں بلکہ جماعت کے روشن مستقبل کو تاریک بنا دینے کی قابلِ افسوس حرکت بھی ہے۔ یہ کام بھی کچھ آسان نہیں۔ اُس دوست کی رائے کے مطابق جب تک صبح و شام بلا ناغہ بچّوں کے دماغ کی گندے ماحول سے صفائی کرتے نہ رہیں ہمارے بچّے اس مسموم ماحول سے بچ نہیں سکتے۔ ایک اور دوست نے اس بات کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ایسی صورتِ حال صرف مغربی ممالک سے مخصوص نہیں بلکہ الحاد، بے دینی اور مادیت کی طرف لوگوں کی زیادہ توجہ کے سبب سب جگہ اسلام پسند طبقہ کو کم و بیش یہی مشکل درپیش ہے۔ خاص عزم و ہمت کے ساتھ اس پر قابو پانا نہایت ضروری ہے۔

اگرچہ اس وقت جلسہ کے دوسرے انتظامی کام میں حد درجہ مصروفیت کے سبب ہمیں اپنے ان دوستوں کی گفتگو میں زیادہ وقت دینا ممکن نہ ہوا تاہم یہ ایک واضح حقیقت ہے اور اللہ تعالےٰ بے شمار رحمتیں نازل کرے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی رُوح پر جنہوں نے جماعت کے ہر فرد کی تعلیم و تربیت کی ایسی صورتیں وضع فرما دی ہوئی ہیں کہ جماعت کے دوست جہاں بھی ہوں ان پر عمل کر کے انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ ہمارا اشارہ جماعت کی ذیلی تنظیموں مجالس اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور ناصرات الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ کی طرف ہے۔ فی الواقع اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ ہر جگہ احباب ان تنظیموں اور ان کے جامع لائحۂ عمل سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

ربوہ میں جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا

لنڈن ۳۰ ر دسمبر۔ ربوہ میں جماعتِ احمدیہ کا جلسہ سالانہ تین روز کامیابی کے ساتھ منعقد ہونے کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گیا۔ جلسہ سالانہ ربوہ سے متعلق حسب ذیل دو برقی اطلاعات مظہر ہیں:۔

لنڈن ۲۷ ر دسمبر۔ ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کا دُعاؤں کے ساتھ افتتاح فرمایا۔ جلسہ کی کارروائی سرعت کے ساتھ چل رہی ہے۔

دوسری اطلاع بتاریخ ۲۹ ر دسمبر جلسہ کے اختتام پر مشتمل حسب ذیل ہے:۔

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ بخیر و خوبی دعاؤں اور کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو تمام دُنیا کے لئے خیر و برکت کا باعث بنائے۔ اور زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو ہدایت کی طرف کھینچ لائے آمین۔

خطبہ جمعہ

خُدائی جماعتوں کے خلاف ہمیشہ ہی زبان اور ہاتھ سے ایذا رسانی کے مختلف طریقے استعمال کئے جاتے ہیں

یہ جماعتیں ان کا کوئی اثر قبول نہ کرتے ہوئے اپنے اندر وہن، ضعف اور استکانت پیدا نہیں ہونے دیتیں!

جماعت احمدیہ جو ایک خدائی جماعت ہے اسی رُوحانی بشاشت، شوقِ عمل اور جذبۂ ایثار کا ایک حقیقی نمونہ ہے

ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ اُس قرآنی دعا سے کریں جو اِس غرض سے خدا نے ہمیں سکھائی ہے،

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ مورخہ ۱۰ر نبوت ۱۳۵۱ ہش مطابق ۱۰ر نومبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

فَمَا وَهَنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝

(آل عمران ۱۴۷، ۱۴۸)

اور اس کے بعد فرمایا:-

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ سے ہی ایسا ہوتا چلا آیا ہے کہ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں منکرین اور مخالفین انہیں دُکھ دینے اور ایذاء پہنچانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اِس ایذاء رسانی اور دُکھ دہی کے متعلق بڑی تفصیل اور وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ جماعت مومنین کو زبان سے بھی دکھ پہنچایا جائیگا اور ہاتھ سے بھی تکلیف دینے کی کوشش کی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں ایک جگہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:-

اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّیَبْسُطُوْٓا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ (الممتحنہ: ۳)

یعنی اگر وہ تم پر کبھی قابو پالیں اور اُن کو موقع ملے تو وہ تمہاری تباہی کے لئے اپنے ہاتھ بھی استعمال کریں گے اور زبانیں بھی استعمال کریں گے۔

پھر ایک دوسری جگہ فرمایا:-

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِیْرًا ؕ (آل عمران: ۱۸۷)

فرمایا تم اہلِ کتاب سے بھی اور مشرکوں سے بھی کثرت سے ایذاء پہنچانے والی اور دُکھ دینے والی باتیں سنو گے۔

جہاں تک زبان سے دُکھ پہنچانے کا تعلق ہے، یہ

بنیادی طور پر

دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ گندہ دہنی سے کام لینا یعنی گالیاں دینا اور دوسرے یہ کہ افتراء کرتے ہوئے جھوٹے اتہام لگانا۔ اس بارہ میں جب ہم انبیاء کی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ شیطان نے دُکھ اور افتراء کا سب سے بڑا ہدف ہمارے سید و مولا حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بنایا۔ آپؐ کی زندگی میں منکرینِ اسلام نے آپؐ کو جو دُکھ اور ایذاء پہنچائے تاریخ کے صفحات ان سے بھرے پڑے ہیں۔ آپؐ کے وصال کے بعد مخالفینِ اسلام کی طرف سے آپؐ کے خلاف گندے اتہامات اور جھوٹے اعتراضات کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپؐ کے مشن پر تین ہزار سے زائد اعتراضات صرف عیسائیوں کی طرف سے عائد کئے گئے۔ آپؑ نے عیسائیوں اور آریوں وغیرہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جانے والی گالیوں اور اعتراضات کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا ہے تاکہ جب مہدی معہود کا مشن اور مقصد کامیاب ہو جائے اور معترضین کا وجود کہیں بھی نظر نہ آئے تو بعد میں آنے والی نسلوں کیلئے

یہ امر باعثِ یادگار ہو

کہ ایک زمانہ وہ بھی تھا جب اس قسم کے دُکھ دہ حالات تھے۔ گو اب تو وہ زمانہ بدل گیا۔ عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کو روز بروز ترقی حاصل ہو رہی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اسلام پر ادیانِ باطلہ کے حملے ہو رہے تھے۔ ایذاء رسانی اور گالیوں کا ایک سلسلہ تھا جو ہمارے محبوب اور ہمارے آقا (خدا تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور صلوات ہوں آپؐ پر) کے خلاف جاری تھا۔ اب یہی ایذاء رسانی اور گالیاں ہیں جنہیں ہم حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کے خلاف سُنتے ہیں۔ بعض لوگ بڑے فخر سے گندہ دہنی کرتے اور اپنے سروں کو اُونچا کرتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اسلام تو وہ حسین مذہب ہے جس نے انسان کی چھوٹی سے چھوٹی تکلیف کو [illegible] کرنے کی نصیحت کی ہے۔ چنانچہ بانیٔ اسلام حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک چھوٹی سی نیکی اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِیْقِ (بخاری کتاب الایمان باب امور الایمان) بھی ہے۔ فرمایا تم راستے میں پڑی ہوئی ایذاء پہنچانے والی چیزوں کو ہٹا دو تاکہ اُن سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ مگر اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بعض لوگ راستوں پر چلتے ہیں تو دُوسروں کو ایذاء پہنچانے والی باتوں سے فضا کو مکدر کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں انہیں چھوٹی سے چھوٹی نیکی کرنے کی بھی توفیق نہیں ہے۔

جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں

ایذاء پہنچانے کا دُوسرا حصّہ

دجل سے تعلق رکھتا ہے جس میں عیسائیت نے بڑی مہارت حاصل کر رکھی ہے۔ عیسائیت نے تاریخی واقعات اور حقائق کو توڑ مروڑ کر اسلام کے خلاف اتنا دجل کیا ہے اور اسلام کی ایک ایسی بھیانک شکل پیش کی ہے اور اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایسا زہر پھیلا دیا ہے کہ جس سے بہت سے جاہل اور نادان آدمی اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پس ایک طرف تو گالیاں ہیں جو اسلام کے خلاف ہمیں سُننی پڑتی ہیں اور دُوسری [illegible] افتراء پردازی اور دجل ہے جو ہمارے کانوں میں پڑتا ہے۔ اسلام کے خلاف یہ دونوں حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ عیسائی اور بعض دُوسری مخالف قومیں اسلام کو اتنا بدل دیتی ہیں کہ جو لوگ اصل حقیقت کو نہیں جانتے وہ فوراً متاثر ہو جاتے ہیں۔ ان کے تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ یہ کس قسم کا دجل ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے خدا، قرآن کریم اور اسلام کے خلاف لوگوں نے استعمال کیا ہے۔

غرض یہ دو بڑی بڑی ایذاء رسانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور ان کی جماعتوں کو زبان اور تحریر کے ذریعہ پہنچائی جاتی ہیں۔ یہ

دُکھ دہی کے دو حربے

ہیں جو الٰہی جماعتوں کے خلاف استعمال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کا سب سے زیادہ استعمال اُس محسنِ انسانیت کے خلاف رُونما ہوا جو افضل الرسل تھا اور ابدی صداقتوں پر مشتمل ایک عظیم ہدایت لے کر بنی نوعِ انسان کی طرف مبعوث ہوا تھا جس نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ اس میں یعنی قرآن کریم میں تمہاری عزت اور شرف کا سامان ہے

پس یہ امر بڑا حیران کن ہے کہ بعض لوگ اس چیز سے بے اعتنائی برت رہے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے جو اُن کے لئے عزت اور شرف کا سامان بہم پہنچاتی ہے۔

علاوہ ازیں جہاں تک مال و جان کا تعلق ہے اس سلسلہ میں بھی دُکھ پہنچایا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک وقت میں مخالفینِ اسلام نے میان سے تلوار نکال لی اور کہا ہم مسلمانوں کو ذبح کر دیں گے۔ قتل کر دیں گے۔ ہلاک کر دیں گے، مار دیں گے، برباد کر دیں گے۔ اور اسلام کا خاتمہ کر دیں گے۔ گو جس غرض کے لئے تلوار نکالی گئی تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن ان حالات میں تلوار کے میان سے باہر آجانے سے اسلام کے خلاف تلوار کو ہاتھ میں پکڑنے والوں کی نیتوں کا تو پتہ لگ گیا کہ وہ کیا چاہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ کی مذکورہ آیت میں فرمایا کہ مخالفین کو جب بھی موقع ملے وہ اپنے ہاتھ بڑھا بڑھا کر تمہاری ہلاکت کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اموال کو لُوٹتے بھی ہیں اُن کو جلاتے بھی ہیں اور اُن کو تباہ بھی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بڑے نادان ہیں جو نہیں سمجھتے کہ

ایک عظیم تحریک

جو اس زمانے میں غلبۂ اسلام کے لئے جاری کی گئی ہے (اور اس زمانہ سے مراد حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا زمانہ ہے) اُسے بعض لوگوں کے بچگانہ افعال اور طفلانہ اور جاہلانہ اعمال کیسے روک دیں گے۔ یا اس میں کمزوری کا پیدا کر دیں گے۔ یہ تو اُن کی سراسر نادانی ہے۔ تاہم جن کے وہ دوست بن گئے ہیں وہ ان کو یہی سکھاتا ہے کہ دوسروں کے اموال لوٹ لو، جلا دو اور تباہ و برباد کر دو۔ پچھلے سال جیچہ وطنی میں چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ کے مکان کو جب آگ لگا دی گئی تو چند دن کے بعد کچھ دوست میرے پاس آئے اور کہنے لگے یہ کیا ہو گیا؟ میں نے کہا۔ کیا ہو گیا ہے جو ہونا تھا وہ ہو گیا ایک واقعہ تھا جو چند دن میں گزر گیا ہمیں خدا تعالیٰ ان چند دنوں میں ہی کہیں سے کہیں لے گیا ہے۔ پس مَیں نے ان سے کہا کہ ایک مکان کا تباہ ہو جانا کیا جماعتِ احمدیہ کو ناکام کر دے گا؟ جو آدمی ایسا سمجھتا ہے وہ نادان ہے۔ اور جیسا کہ مَیں آگے چل کر بتاؤں گا ہمیں اس پر رحم آتا ہے اس پر غصّہ نہیں آتا اور نہ آنا چاہیئے۔

دوستوں کو علم ہو چکا ہوگا کہ ایبٹ آباد میں جماعت کی جو کوٹھیاں تھیں (کچھ بن چکی تھیں اور کچھ بن رہی تھیں) جن میں ایک دو میری ذاتی بھی تھیں پچھلے مہینے ان کو جلانے کی کوشش کی گئی جس کے نتیجہ میں (ہمارا اندازہ ہے) بیس پچیس ہزار روپے کا نقصان ہُوا ہے۔ کئی دوستوں نے مجھے بڑے غصّے کے خط لکھے ہیں۔ مَیں نے اُن کو یہی سمجھایا ہے کہ دیکھو! مالی لحاظ سے بیس پچیس ہزار روپے کا نقصان پہنچا کر اگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ کو ناکام اور ہلاک کر دیں گے تو یہ اُن کی بھول ہے۔ اب تو خدا کے فضل سے وہ وقت آگیا ہے کہ جماعت کے اندر ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں کہ اگر کسی ایک فرد کی ایسی پچاس کوٹھیاں جلا دی جائیں تو اس کو محسوس بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے تو بھرے ہوئے ہیں۔ اس نے جماعت احمدیہ کو مال بھی عطا فرمایا ہے۔ پس ایک ایسا آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے

مالی قُربانیوں کی توفیق

عطا کی ہو اُس کے پچاسویں حصّے کو نقصان پہنچا کر اگر لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ جماعت احمدیہ کو ناکام کر دیں گے تو اُن کی حالت واقعی قابلِ رحم ہے۔

غرض دوستوں کو یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ لِمَآ اَصَابَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کی رُو سے یہ چیزیں ہمارے ساتھ بھی لگی ہوئی ہیں۔ الٰہی سلسلوں کے ساتھ مخالفین کا یہ سلوک کوئی نئی بات نہیں۔ تاہم ایسے موقعہ پر خوف اس بات کا نہیں ہُوا کرتا کہ مخالفین کی یہ حرکتیں جماعت کو ناکام کر دیں گی۔ بلکہ یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں جماعت کا ردِّ عمل اللہ کی رضا اور اس کی منشاء خلاف ظاہر نہ ہو۔ مَیں نے شروع میں جو دو آیات تلاوت کی ہیں ان میں سے پہلی آیت میں

تین قسم کے خوف

اور دوسری آیت میں اُن کے علاج کی طرف توجّہ دلائی گئی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں تمہیں دُکھ اور تکلیف پہنچے گی۔ مگر تمہارا کام یہ ہے کہ تم اپنے اندر وھن، ضُعف اور استکانت پیدا نہ ہونے دو۔ مَیں سمجھتا ہُوں یہ آیت ایک لحاظ سے ہمارے لئے خوشخبری کا باعث بھی ہے کہ ہمیں مالی نقصان بھی پہنچایا جائے گا۔ جذباتی اور رُوحانی نقصان پہنچانے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ لیکن یہ نقصان ہمیں اس لئے نہیں پہنچایا جائے گا کہ ہم تباہ و برباد ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے ہمیں مارنے کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ ہمیں زندہ رکھنے اور ہمارے ذریعہ دوسروں کو زندہ کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ تاہم بشری کمزوریوں کی وجہ سے ایسے موقع پر تین قسم کے ردِّ عمل ممکن ہیں۔ جن سے بچنے کی ضرورت ہے۔

پہلا وَھْنٌ ہے یعنی مفوضہ فرائض میں سُستی کا پیدا ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ انبیاء اور ان کی جماعتوں کے متعلق فرماتا ہے

فَمَا وَھَنُوْا لِمَآ اَصَابَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

یعنی وہ اس تکلیف کی وجہ سے جو انہیں اللہ کی راہ میں پہنچی ہے سُست نہیں ہوتے۔ وھن کے معنی ضعف فی الامر والعمل (المنجد) کے بھی ہوتے ہیں۔ ایک اجتماعی کوشش کے سلسلہ میں جو کام سپرد ہُوا ہے اس میں کمزوری پیدا نہ ہو۔ ضعف فی الامر دراصل ضعف فی العمل کی بنیاد ہے۔ عمل میں جب قوت اور شدّت پیدا ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ امر میں قوّت اور شدّت موجود ہے۔ یعنی اس میں ایک قسم کا جھکاؤ، دلچسپی، بشاشت اور ایثار کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ جماعتِ احمدیہ اسی رُوحانی بشاشت، شوقِ عمل اور

جذبۂ ایثار کا ایک حقیقی نمونہ

ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے اس لئے قائم کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسلام کو ساری دُنیا غالب کرے۔ پس یہ وہ عظیم مقصد ہے جس کے مطابق ہم عمل کریں گے اور انشاء اللہ اسلام کو ساری دُنیا پر غالب کرکے دم لیں گے۔

غرض یہ جذبہ برقرار رہنا چاہیئے۔ یعنی دُنیا خواہ اِدھر سے اُدھر ہو جائے یا ساری دنیا مل کر ہماری تباہی کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کرے مگر ہم اس کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس جذبہ میں جب کمزوری واقع ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں انسان اپنے عمل میں سُست پڑ جائے تو اس کو وھن کہتے ہیں یعنی مایوسی اور شبہ کے آثار پیدا ہو جائیں کہ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے بھی ہوں گے یا نہیں۔ پتہ کیسے نہیں؟ اگر وہ خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں تو ضرور پورے ہوں گے۔

پس یہ ایک خطرہ ہے جو لِمَآ اَصَابَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کی رُو سے پیدا ہو سکتا ہے تاہم یہ خطرہ پیدا نہیں ہوتا کہ خدا کی جماعت ہلاک ہو جائے گی۔ ہلاکت در کنار اگر وھن، ضعف اور استکانت کی وجہ سے جماعت کا ایک حصّہ چھوڑ بھی دے تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

الٰہی مقصد و منشا بہرحال پورا ہوگا

خدا تعالیٰ ایک نئی قوم لے آئے گا جو صحیح طور پر قربانیاں دینے والی ہوگی۔ جسے اپنے مقصد سے پیار اور اس کی عظمت کا احساس ہوگا۔ جو خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال سے لرزاں و ترساں رہے گی۔ وہ دُنیا کی ایذاء رسانی اور دُکھ دہی کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جماعت الٰہیہ کو اس خطرہ سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیئے اور ان کے اندر وھن نہیں پیدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے وھن دراصل مومن کے جوشِ عمل اور جذبۂ جہاد میں کمزوری کی علامت ہے۔ الٰہی جماعتوں کے اندر تو یہ جوش پایا جاتا ہے کہ اُن کے ذمّہ دین کا جو اہم کام ہے اُسے انہوں نے بہرحال پُورا کرنا اور خدا کے فضل اور اسی کی مہربانی سے اس میں کامیاب ہونا ہے۔ اسی لئے مومنین کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس جوش اور جذبہ میں کسی وقت کمی نہ آنے۔ اور اس میں ضعف پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ وھن کے معنے بڑے حسین پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَھِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ
(النساء: ۱۰۵)

فرمایا تم دشمن قوم کی تلاش میں سُستی نہ کرو۔ اب دشمن کی تلاش میں سُستی کرنا یہ ضعف فی العمل کی ایک شکل ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے کام میں ضعف نہیں پیدا ہونا چاہیئے۔ ورنہ رابطہ قائم نہیں رہے گا۔ فوج والوں نے ایک بڑا اچھا محاورہ ایجاد کیا ہے۔ جب دشمن دو بدو لڑائی چھوڑ کر پیچھے ہٹ جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں دشمن سے CONTACT (کانٹیکٹ) یعنی تعلق نہ رہا۔ یعنی جب لڑائی ہو رہی ہوتی ہے تو گویا لڑتے وقت دونوں فوجوں کا آپس میں ایک تعلق قائم ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص عین میدانِ جنگ سے کھسک جاتا ہے تو ایسی صورت میں کہتے ہیں اس کا دشمن سے تعلق (کانٹیکٹ) نہیں رہا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دشمن اگر تمہیں نقصان پہنچا کر اتنا دُور ہو جائے کہ تمہاری گرفت سے نکل جائے تو پھر ابتغاء القوم کے اس الٰہی ارشاد کی رُو سے اس کا پیچھا کرنا چاہیئے ورنہ تمہاری یہ حالت وھن یعنی سُستی کہلائے گی۔ اس لئے تمہیں اپنے دشمن سے کانٹیکٹ قائم رکھنا چاہیئے۔ اس کی تلاش کرنی چاہیئے۔ جہاں بھی ہو اور جس محاذ پر وہ جائے وہاں تک اس کا پیچھا کرنا چاہیئے۔

یاد رکھنا چاہیئے

کہ محاذ تلوار اور ایٹمی اسلحہ کا محاذ نہیں ہے ہماری اصل جنگ ادیانِ باطلہ کے خلاف ہے۔ جو قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں دلائل کے ساتھ لڑی جا رہی ہے (اسے جہادِ کبیر کہتے ہیں اس کی کچھ تفصیل میں پہلے ایک خطبہ جمعہ میں بیان کر چکا ہوں) پس یہ وہ اصل محاذ ہے جس پر ڈٹ جانا چاہیئے۔

مَیں نے دیکھا ہے اور میرا ذاتی تجربہ بھی یہی ہے کہ بعض لوگ تبلیغ کرتے وقت ایک غلطی کر جاتے ہیں اور وہ یہ کہ مثلاً وہ اپنے مخالف کو ایک دلیل دیتے ہیں جب وہ لاجواب ہو جاتا ہے تو حقیقت کو تسلیم کرنے کی بجائے بات کو ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ واقعی دلیل تو آپ کی بڑی پختہ ہے۔ اور میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ اس کے متعلق بعد میں بات کریں گے۔ اور پھر جھٹ اپنی طرف سے ایک اور بحث چھیڑ دیتا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ رویّہ کانٹیکٹ توڑنے کے مترادف ہے۔ گویا ایک محاذ پر جب بھرپور جارحانہ حملہ ہوتا ہے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ نہیں دوسرا محاذ لے لو۔ آخر دلیل بھی تو

ایک ہی محاذ ہے۔ ہر دلیل ایک محاذ قائم کرتی ہے۔ میں نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں جب بھی کسی دوسرے لڑکے سے بات کی یا کوئی دلیل دی اور اس نے لاجواب ہو کر کہہ دیا کہ بعد میں بات کروں گا تو میں کہہ دیتا تھا کہ نہیں پہلے اس کا فیصلہ ہوگا پھر بعد میں دوسری طرف بھی جائیں گے۔

غرض میں بتا یہ رہا ہوں کہ ایسے موقعوں پر احباب جماعت کو یہ کہنا چاہیئے کہ ہم دلیل ضرور دیں گے لیکن ہم کانٹیکٹ نہیں توڑنے دیں گے۔ زیر بحث دلیل کا پہلے فیصلہ ہوگا۔ بعد میں دوسری دلیل لیں گے۔ بعض لوگ یہ کانٹیکٹ توڑ دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں اگر کوئی فائدہ ہو رہا ہوتا ہے تو وہ بھی نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں مدمقابل سے یہ کہلوا لینا چاہیئے کہ اس دلیل کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور وہ دوسری دلیل معلوم کرنا چاہتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ بحث کرنی چاہیئے۔ ورنہ اگر کانٹیکٹ ٹوٹ جائے تو اس کو از سر نو قائم نہ کرنا اس کو بھی قرآن کریم میں وھن کہا گیا ہے۔ فرمایا

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ

دشمن جب زخم کھا کر ادھر اُدھر ہوتا ہے تو اس کی تلاش میں سستی نہ دکھاؤ بلکہ اس کے ساتھ کانٹیکٹ قائم رکھو۔ یہ نہ سمجھو کہ تم تھوڑے ہو

اسلام کی پہلی جنگ

بدر میں کچھ صحابہؓ شہید ہو گئے تھے۔ وہ تو پہلے ہی تھوڑے سے تھے مگر کیا ان میں کوئی کمزوری پیدا ہو گئی تھی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح ہم پہلے بھی کمزور تھے اب بھی کمزور ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔ لیکن پہلے بھی طاقتور تھے اور اب طاقتور ہیں جہاں تک ہمارے اللہ اور اس کے فضل کا تعلق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عظیم قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے۔ اس کی طاقت اور قدرت میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ اور نہ آسکتا ہے اسلامی تاریخ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے حسین واقعات سے بھری پڑی ہے ہماری تاریخ میں ایسے حسین نظارے دکھائی دیتے ہیں کہ

انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بتایا کہ کسریٰ ایران کے خلاف جنگ میں حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس غالباً چودہ ہزار فوج تھی۔ وہ اتنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ کسریٰ کے ساتھ مدافعانہ جنگ لڑنے کے لئے ایران کی حدود میں داخل ہوئے تھے۔ جہاں انہیں ایک جنگ کے بعد دوسری جنگ لڑنی پڑی۔ چنانچہ وہ کسریٰ کے خلاف سات آٹھ جنگیں لڑ چکے تھے کہ خلافت کی طرف سے انہیں حکم ملا کہ وہ شام کی طرف چلے جائیں۔ کیونکہ قیصر روم کا مقابلہ زیادہ اہمیت کا حامل ہو گیا تھا۔ اور اس محاذ پر فوج کی کمی بھی تھی۔ بہرحال یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اندازہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دیتا تھا چنانچہ ایران میں کسریٰ کے خلاف حضرت خالدؓ نے سات آٹھ جنگیں لڑی تھیں اور

تاریخ اس بات پر شاہد

ہے کہ ان جنگوں کے دوران میں ہر جنگ کے موقع پر کسریٰ کی ایک تازہ دم فوج مقابلے پر آئی جس کی تعداد ایک دو جنگوں میں تو چالیس ہزار بتائی جاتی ہے اور پانچ چھ جنگوں میں ساٹھ ستر ہزار فوج مقابلے پر ہوتی تھی۔ اس عرصہ میں حضرت خالدؓ بن ولید کی فوج کو سوائے ایک آدمی کی کمک کے کوئی کمک بھی نہیں ملی۔ یعنی صرف ایک فرد واحد کمک کے طور پر ان کے پاس آیا گویا ساٹھ ستر ہزار کی ایرانی فوج کے مقابلہ میں چودہ ہزار مسلمان لڑتے اور ان پر کامیابی حاصل کرتے رہے۔

بہرحال مسلمانوں کی فوج صرف چودہ ہزار تھی جن میں سے بعض خدا کی راہ میں شہید بھی ہو گئے۔ بعض زخمی بھی ہوئے۔ اور بعض تو اس قسم کے زخمی ہوتے تھے کہ اگلی جنگ میں حصہ نہیں لے سکتے تھے۔ بعض ایسے بھی تھے جو اگلی جنگ میں اپنی پوری جسمانی طاقت کے ساتھ حصہ نہیں لے سکتے تھے۔ یہ سب کچھ تھا مگر انہوں نے اپنے عمل میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہونے دی۔ ایک اجتماعی جہاد تھا جس میں امتِ محمدیہ کی چودہ ہزار نمائندہ فوج کسریٰ کے مقابلہ میں لڑ رہی تھی۔ مگر نہ ان میں کوئی وھن پیدا ہوا اور نہ ان میں کوئی کمزوری پیدا ہوئی۔ ان

مٹھی بھر مسلمانوں

میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہمارے اتنے آدمی مارے گئے، ہماری طاقت کم ہو گئی ہے ہمارے اتنے آدمی زخمی ہو گئے ہیں۔ اور وہ جنگ میں حصہ نہیں لے سکتے۔ غرض ان میں سے کسی آدمی کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا بلکہ جو زخمی تھے وہ اپنے ایثار کے جذبہ کے ماتحت اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے زخمی ہونے کے باوجود اور زخمی ہونے کی وجہ سے کمزور ہونے کے باوجود میدانِ جنگ میں آگئے اور اس طرح انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ تعداد کی کمی اور بعض کے زخمی ہونے کے باوجود ان کے

عمل میں کوئی ضعف نہیں

پیدا ہوا بلکہ پہلی جنگ میں تو وہ بہت تھوڑے تھے اور ان کے مقابلہ میں کسریٰ کی فوج کے سپاہی ہر جنگ میں زیادہ ہوتے چلے گئے پس لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ کی رُو سے مسلمانوں کی فوج کو خدا کی راہ میں شہادت اور تھوڑے بہت زخموں کے نتیجہ میں جو دکھ اور تکلیف پہنچی اور دنیا والوں کی نگاہ میں کمزوری پیدا ہوئی وہ خدا کے ان پاک اور محبوب بندوں کی نگاہ میں کمزوری نہیں ثابت ہوئی۔ ان میں نہ وَھن فی الامر کا کوئی شائبہ نظر آتا ہے اور نہ وہن فی العمل کی کوئی مثال ملتی ہے۔ وہ اسی جرأت کے ساتھ، اسی بہادری کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر اسی توکل کے ساتھ اور

اللہ تعالیٰ کے فضلوں

کو اسی طرح جذب کرتے ہوئے اگلے میدان میں چلے گئے، پھر اگلے میدان میں چلے گئے اور پھر اس سے اگلے میدان میں چلے گئے۔

پھر لِمَا أَصَابَهُمْ کی رُو سے دوسری کمزوری جس کا خطرہ پیدا ہوتا ہے وہ ضعف کا پیدا ہونا ہے۔ غصّے کی زیادتی کے نتیجہ میں بھی ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ ضعف کا لفظ یہاں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس کا میں نے اگلی آیت سے استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں خدا کی راہ میں جو دکھ اور تکلیفیں پہنچتی ہیں اور تمہارے دل میں غصہ پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے تمہارے اندر ایک قسم کا ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود تم نے کسی پر زیادتی نہیں کرنی۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ

گالیاں سُن کر دعا دو

جو شخص گالیاں سن کر دعا دینے کی بجائے گالیاں دیتا ہے وہ اپنے مجاہدانہ عمل میں ضعف پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی توجہ دوسری طرف پھر جاتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا

پا کے دکھ آرام دو

جو شخص دکھ پاتا ہے لیکن دکھ سہتا نہیں بلکہ جوابی کارروائی کرتا ہے اور کہتا ہے میں تیری خبر لیتا ہوں تم نے ایک چپیڑ لگائی ہے میں تجھے دو لگاؤں گا۔ اس سے ضعف پیدا ہو گیا کیونکہ اس نے زیادتی کی ہے حالانکہ اس کا اصل مقصد صراطِ مستقیم کو اختیار کرنا ہے۔ مگر ایک نے دائیں طرف توجہ پھیر لی اور دوسرے نے بائیں طرف پھیر لی۔ اس لحاظ سے ضعف کا بڑا خطرہ ہے۔ یعنی زیادتی ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

میرے پاک اور محبوب بندے

اس قسم کے ضعف میں مبتلا نہیں ہوتے۔ وہ اپنا کام جاری رکھتے ہیں

تیسرا خطرہ استکانت کا ہے۔ کچھ کمزور لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے متعلق یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ کہیں تذلّل نہ اختیار کر لیں۔ اور دشمن کا اثر قبول کر کے اس کے پیچھے نہ لگ جائیں۔ مگر وہ جماعت جسے خدا تعالیٰ نے قائد بنایا ہو اسے نہ تو دشمن سے ڈرنا اور نہ اس کے پیچھے لگنا چاہیئے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم میں

یہ خطرے بتا کر ان کے علاج کی طرف توجہ دلائی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم کی اس دوسری آیت میں جس کی میں نے تلاوت کی ہے ان خطروں سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا منکرین اور مخالفین کے منہ سے تمہارے خلاف جو بات نکلتی ہے اس کے مقابلے میں تمہارے منہ سے یہ دعا نکلنی چاہیئے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

یعنی انسان کمزور ہے دنیوی معیار کے لحاظ سے۔ اور فاتح بھی ہے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نتیجہ میں۔ وہ گھر بھی جاتا ہے ہر قسم کی مصیبتوں اور تکلیفوں میں۔ دشمن اسے ذہنی جسمانی اور مالی لحاظ سے نقصان پہنچاتا ہے لیکن وہ اس نقصان کو برداشت کر لیتا ہے اس سہارے کی وجہ سے جو اسے حاصل ہے یہ سہارا کیا ہے ایک رسّی ہے جو آسمان سے لٹکی ہوتی ہے یہ

حبل اللہ

ہے جسے وہ پکڑتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ اس کے خلاف ہر قسم کے گند اچھالے جاتے ہیں۔ مگر اس کے دل میں نہ کوئی شکوہ اور نہ کوئی شکایت پیدا ہوتی ہے۔ نہ گھبراہٹ میں باتیں ہوتی ہیں۔ اور نہ مشورے ہوتے ہیں کہ کیا ہوگا اور کیا نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ کیا ہونا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ چاہے گا اس کے منہ سے ان سارے دکھ دہ حالات میں کوئی لفظ نہیں نکلتا سوائے اس دعا کے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

اے ہمارے رب! ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما۔ ہمارے اندر وہن پیدا نہ ہو کیونکہ وہن پیدا ہونے کا جو خطرہ ہے اس کا تعلق کوتاہیوں کے ساتھ ہے۔ بشر کمزور ہے جو کچھ اسے کرنا چاہیئے وہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بعض دفعہ شیطان اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور اس پردہ کو سوائے خدا تعالیٰ کی رحمت کے اور کوئی اٹھا نہیں سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغفرت کے حقیقی معنوں پر بڑے حسین پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت جو بشری کمزوریوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے متعلق یہ

دعا کرتے رہنا چاہیئے

کہ اے خدا! میں انسان ہوں بہر حال کمزور ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ میری بشری کمزوریاں میری روحانی رفعتوں کے حصول میں روک بن جائیں۔ پس اے خدا! ایسا کر کہ مجھ سے کوتاہیاں سرزد نہ ہوں پس دشمن کا تعلق چونکہ کوتاہیوں سے تھا۔ اس لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اگر تم دشمن سے بچنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنی کوشش اور سعی کے نتیجہ میں تکبر نہیں کرنا چاہیئے۔ اپنے

ایثار اور اخلاص

کی وجہ سے غرور نہیں کرنا چاہیئے۔ دشمن سے بچنے کے لئے تمہیں اللہ تعالےٰ سے مدد حاصل کرنی پڑے گی۔ اور اس مدد کے حصول کے لئے ہم تمہیں یہ دعا سکھا دیتے ہیں۔

غرض اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم اپنے زور سے دشمن سے نہیں بچ سکتے۔ میری مدد سے بچ سکتے ہو۔ اور میری مدد کے حصول کے لئے تمہیں یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

کہ اے خدا ہم سے جو کوتاہیاں سرزد ہو گئی ہیں ان کے بداثرات سے بھی ہمیں بچا اور اور ہمارے لئے ایسے سامان پیدا کر کہ ہمارے اندر

بشری کمزوریوں کی وجہ سے

جو کوتاہیاں پیدا ہو سکتی ہیں وہ بھی پیدا نہ ہوں اگر تم یہ دعا کرو گے اور اللہ تعالےٰ نے جب اس دعا کو قبول فرمائے گا تو تمہارے اندر وہن یعنی کمزوری پیدا نہیں ہوگی۔

دوسرا خطرہ ضعف کے پیدا ہو جانے کا ہے۔ یعنی ضعف کے نتیجہ میں زیادتیاں نہ ہونے لگ جائیں۔ اس کے مقابلے میں اللہ تعالےٰ نے یہ دعا سکھائی

وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا

کہ اے ہمارے خدا! ہماری زیادتیاں معاف فرما۔ میں نے بتایا ہے کہ ضعف کی حالت میں مومن انسان بعض دفعہ زیادتی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ مثلاً دیکھو ایذاء کے مقابلے میں دعا نہیں دیتا یا دکھ پاکر شکوہ پہنچانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ دکھ کے مقابلے میں دُکھ پہنچاتا اور اور گالی کے مقابلے میں گالی دیتا ہے پس

خدا کا بندہ

جب اس قسم کے کام کرتا ہے تو یہ اس کی زیادتی متصور ہوتی ہے۔ چنانچہ اس زیادتی سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے دعا سکھائی اور فرمایا کہ تم ہمیشہ یہ دعا کرتے رہو

وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا

یعنی اسی ... میں اس ... ہے میں اور اس

عظیم کوشش میں جو تیرے دین کے غلبہ کے لئے شروع کی گئی ہے اس میں ہمیں اس بات سے بچا کہ ہم اسراف کے گناہ میں ملوث ہو جائیں۔

تیسرا خطرہ استکانت یعنی دشمن کے سامنے تذلل اختیار کرنا اور اس کا اثر قبول کر کے اس کے پیچھے لگنے کا خطرہ ہے یہ

کمزوریٔ ایمان کی علامت

ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق قرآن کریم نے تفصیل سے بتایا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جی ہم نے انتظام کر لیا ہے۔ ہم مسلمانوں کے ساتھ بھی ہیں اور منافقوں کے ساتھ بھی ہیں۔ ہم نے کفار منکرین اور دشمنانِ اسلام سے بھی ساز باز کی ہوئی ہے اور ہر ایک سے کہتے ہیں کہ اگر تم کامیاب ہو گئے تو ہم تمہارے پیچھے چل پڑیں گے۔ میں اس کی تفصیل میں تو اس وقت نہیں جا سکتا۔ اصولاً بتا رہا ہوں کہ اس گناہ اور کمزوری سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہ دعا کرتے رہو

وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

کہ اے خدا ہمارے قدموں کو مضبوطی عطا فرما فرمایا تمہیں اپنی کوششوں سے ثباتِ قدم حاصل نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے تم یہ دعا کرتے رہا کرو کہ ہمارے قدموں میں مضبوطی عطا ہو۔

پس جب ان کمزوریوں کا خدشہ باقی نہ رہے اور ابتغاء القوم کی قوت ہو۔ ان سے کانٹیکٹ کرنے اور جنگ کرنے کے لحاظ سے اور پھر زیادتی بھی نہ ہو بلکہ صبر سے کام لیتے ہوئے انسان گالی کے مقابلے میں دعائیں کرنے والا اور دکھ سہنے کے مقابلے میں سکھ پہنچانے کی تدابیر کرنے والا بن جائے۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کے نتیجہ میں خود کو دشمن کے سامنے ذلیل کر کے اس کی اطاعت قبول کرنے کی بجائے اس کے

قول اور عمل میں ثباتِ قدم

ہو۔ اللہ کے فضل اور رحمت کے نتیجہ میں وہ جس جگہ کھڑا ہو وہاں اس کے پاؤں میں کوئی لغزش نہ آئے۔ وہ دشمنوں کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے اور ان کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ اور کہے تم تعداد میں زیادہ ہو تو ہُوا کرو۔ تمہارے پاس اموال زیادہ ہیں تو ہُوا کریں۔ اس سے میرے جذبۂ ایمان اور شوقِ عمل میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میں تو خدا کا سپاہی ہوں

جہاں کھڑا ہوں اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ بلکہ آگے بڑھوں گا۔ کیونکہ میں اس جماعت سے تعلق رکھتا ہوں جسے آگے بڑھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے پس مومن کے عمل میں ثباتِ قدم ہوتا ہے۔ اس کے پاؤں میں کوئی لغزش نہیں آتی۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے ہیں لیکن مومن کے قدم اپنی جگہ سے ٹلا نہیں کرتے۔ مومن پیچھے نہیں ہٹا کرتا۔ وہ اپنے مقصد کے حصول میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

جب یہ سب کچھ ہو جائے تو پھر بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ دیکھو تم ان خطرات سے بچنے کی دُعا کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرتے رہا کرو

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

کہ اے خدا کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔ میں پہلے بھی اشارہ کر چکا ہوں کہ ان تینوں خطرات کے بعد ایک چوتھا خطرہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہے

تکبّر پیدا ہونے کا خطرہ

یعنی انسان نے سب کچھ حاصل کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں۔ مگر کامیابی کے وقت شیطان آگیا اور اس نے کہہ دیا کہ تم نے یہ کامیابی اپنی کوشش اپنی ہمت اور اپنی طاقت سے حاصل کی ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں باوجود یعنی دعاؤں کی قبولیت کے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں پھر ناکامی اور ہلاکت کے سامان پیدا نہ ہو جائیں اس لئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ان دعاؤں کے بعد اور میرے فضلوں کو حاصل کرنے کے بعد یہ دعا بھی کیا کرو

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

کہ اے خدا کافروں کے مقابلہ میں دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں ہمیں فتح تیری نصرت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہمیں یہ فتح ہماری کسی قوت، کسی طاقت اور ہمارے ثباتِ قدم یا کسی اخلاص اور ایثار کے نتیجہ میں نہیں مل سکتی اس لئے اے خدا! تو خود ہماری مدد کو آ اور ہمارے اور اپنے دشمنوں کو ان کے منصوبوں میں ناکام کر۔

چنانچہ جب خدا کا بندہ یہ دعا کرتا ہے تو پھر وہ شیطان کے

ہر قسم کے وسوسوں سے محفوظ

ہو جاتا ہے اور اس کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے جب سب کچھ مل گیا تو کس بات کا ڈر ہے جب انسان شیطان کو شکست دے دیتا ہے تو پھر اسے شیطان کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا جس شخص کا سر سجدہ سے اٹھتا ہی نہیں اور جس کا سر ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے حضور جھکا رہتا ہے اس کی گردن تک شیطان کا وار کیسے پہنچ سکتا ہے۔ وہ تو محفوظ ہو جاتا ہے۔

ہماری جماعت

اللہ تعالےٰ کے فضل سے دعائیں کرنے والی اور اسی کی حفاظت میں ہے۔ تاہم کبھی کبھی یاد دہانی کرانی پڑتی ہے۔ کیونکہ مخالف بھی ہیں اور اپنے بھی ہیں جو ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بڑا غصہ آتا ہے کہ کیوں یہ جماعت خدا کے فضل سے اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے ایک کامیاب جدوجہد اور ایک نہایت

فاتحانہ قسم کا مجاہدہ

کر رہی ہے۔

پس ہمیں غصہ نہیں آنا چاہیئے۔ ہمارے مخالفین ہمیں جتنی چاہیں تکلیفیں دیں اور دکھ پہنچائیں۔ ہاتھ سے بھی اور زبان سے بھی۔ افتراء پردازی سے بھی اور دجل سے کام لیتے ہوئے بھی۔ جیسا کہ عیسائی لوگ کرتے ہیں۔ ہمارے اموال کو تلف کر کے۔ انہیں لوٹ کر اور انہیں جلانے کی کوشش کر کے یا ہماری جانوں کو نقصان پہنچا کر۔ جو مرضی آئے وہ کریں ہوگا وہی جو خدا چاہے گا اور خدا نے یہ چاہا ہے کہ

احمدیت ہمیشہ غالب رہے گی

اسی کے فضل اور اسی کی توفیق سے انشاء اللہ تعالیٰ

درخواستہائے دُعا

خاکسار کار کے ایکسی ڈنٹ کے نتیجہ میں زخمی ہو کر ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ کاروباری سلسلہ میں بہت سی پریشانیاں بھی لاحق ہیں۔ احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے جلد کامل صحت عطا فرمائے اور ان پریشانیوں کو دور فرما دے

خاکسار محمود احمد گوپ برادرس کلکتہ

خاکسار تعلیم کے سلسلہ میں علیگڑھ یونیورسٹی میں مقیم ہے۔ میرے ساتھ کشمیر کے دو اور احمدی نوجوان بھی زیر تعلیم ہیں۔ ہم سب کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے

خاکسار میر عبد الحمید آف یاڑی پورہ

برادرم بشیر احمد صاحب ڈار عرصہ تین ماہ سے دل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ تمام احباب جماعت کی خدمت میں کامل صحتیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار عبد الحکیم سیکرٹری مال آسنور

مکرم ماسٹر عبد الرزاق صاحب عرصہ پانچ چھ ماہ سے سخت بیمار چلے آرہے ہیں۔ کافی علاج معالجہ کے باوجود کوئی افاقہ نہیں ہُوا۔ احبابِ جماعت ان کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں

خاکسار عبد الباقی صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی پچاس سالہ تقریب پر

حضرت سیدہ امِ متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کا پیغام

قادیان ۔ ۲۸ فتح ۔ بھارت کی لجنات اماء اللہ کی پچاس سالہ تقریب قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر بتاریخ ۱۹ فتح منائی گئی ۔ اس موقع پر حضرت سیدہ امِ متین صاحبہ کا ارسال کردہ خصوصی پیغام بھی سنایا گیا جسے جماعت کی خواتین کے افادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔ :- ایڈیٹر

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

میری عزیز بہنو ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جلسہ میں شامل ہونے والی سب بہنوں اور بچیوں کی خدمت میں میرا السلام علیکم اور محبت کا پیغام پہنچے ۔ خدا کرے آپ کا جلسہ کامیاب ہو ۔ اور اپنے نمونہ اور حسنِ اخلاق کی وجہ سے کشش کا باعث ۔ اسلام ہر ایک کو امن اور آشتی کا پیغام دیتا ہے ۔ ہمارا دامنِ محبت و رحمت ہر ایک کے لئے کھلا ہونا چاہیئے ۔ اور ہمیں ہر ایک کی خدمت کے لئے ہر وقت طیّار رہنا چاہیئے ۔

ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہم جس مذہب کے نام لیوا ہیں اس کا پیغامبر رحمۃ للعالمین تھا ۔ جس کی رحمت کے بادل بلا تفریق ہر ایک پر برسے ۔ شمال، جنوب، مشرق، مغرب، ہر جگہ کے رہنے والوں کے لئے وہ رحمت بن کر آیا یہی خصوصیت ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے ۔ اس لئے اپنی خدمت کا دائرہ بہت وسیع کریں ۔ یہی نصیحت ہماری پچاسویں سالانہ تقریبِ مسرت کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے احمدی خواتین کو فرمائی تھی کہ اپنی خدمت کا دائرہ وسیع کریں ۔ بلا فرقِ مذہب و ملّت ——— سو ہمارا نصب العین یہی ہونا چاہیئے ۔

خدمت ——— خدمت ——— خدمت

حقیقت تو یہ ہے کہ خدمتِ دین بغیر خدمتِ انسانیت کے ہو ہی نہیں سکتی ۔ اسلامی تعلیم کے دو بڑے ستون یہی ہیں ۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ۔ بندوں کے فرائض اور حقوق ادا کئے بغیر صحیح رنگ میں ایک مسلمان اللہ تعالےٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا ۔

پس اپنی محبت، رحمت اور خدمت کا دامن بہت وسیع کیجئے ۔ آپ کے دل میں کسی انسان کے لئے نفرت نہ ہو محبت ہی محبت ہو کہ یہی اسلام کی تعلیم ہے ۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے عمل سے یہ ثابت کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہمارا خدا زندہ خدا اور ہمارا قرآن زندہ کتاب اور ہمارا رسول محمد صلّی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں ۔

اپنے ساتھ مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں ۔

خاکسار

مریم صدیقہ

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

۱۳ دسمبر ۱۹۷۲ء

کچھ متفرق کوائف اور

جلسہ سالانہ قادیان کے آخری روز کا شبینہ تربیتی اجلاس

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

جلسہ سالانہ کے آخری روز یعنی ۲۰ر دسمبر کو رات کے آٹھ بجے مسجد مبارک میں ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مظفر پور (بہار) منعقد ہوا۔ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ کشمیر کی تلاوت قرآن پاک اور مکرم عبدالحئی صاحب فانی کی نظم خوانی کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے مکرم یوسف حسین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے آندھرا پردیش کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کے بارے میں تقریر کی۔

اس کے بعد وادی کشمیر کی جماعتوں میں جو بیداری پیدا ہو رہی ہے اس کے متعلق اور اس وادی میں کامیاب تبلیغی سرگرمیوں کے بارے میں کشمیر کے مبلغ انچارج مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز نے تقریر کی۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر میں مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے خدام الاحمدیہ کی عظیم ذمہ داریوں کے بارے میں اچھے پیرائے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

ان ہر سہ دلچسپ تقریروں کے بعد عزیزم محمد عبدالباسط صاحب حیدرآبادی نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک نظم دلآویز پیرایہ میں سنائی اس کے بعد محترم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ حیدرآباد نے دعا کی حقیقت پر ایک لطیف تقریر فرمائی۔

آخر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی "تعلق باللہ" کے موضوع پر ۱۹۵۲ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر جو علمی تقریر فرمائی تھی اس کا ایک حصہ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ سنایا گیا۔ اس طرح یہ پروگرام رات کے گیارہ بجے نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔

درس

جلسہ ... کے ایام میں روزانہ بعد نماز فجر مختلف ... امور پر محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی، محترم مولانا بشیر احمد صاحب اور محترم حکیم محمد دین صاحب نیز محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے تقریریں فرمائیں۔ جبکہ مسجد اقصیٰ میں مکرم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیتے رہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر

مورخہ ۲۱ر دسمبر کو بعد نماز فجر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ مسلمانوں کو جب بھی نقصان پہنچا ہے مسلمانوں کی باہمی مناقشت اور اختلافات کی وجہ سے ان کی اپنی طاقت ٹوٹتی رہی اور اس سے غیروں نے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔

آپ نے فرمایا اب اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں کے اندر محبت و اخوت کا اٹوٹ رشتہ قائم فرمایا ہے۔ اور ہم سب کو ایک ہی سلک میں منسلک فرمایا ہے۔ اب ہمارا یہ فرض ہے کہ وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ خلوص و محبت اور اتحاد و یگانگت کے ساتھ زندگی گزاریں۔ اور ہمارے درمیان کسی قسم کے اختلاف کے لئے کوئی گنجائش نہ ہو۔ ہمیں ہمیشہ اپنے جذبات کو اپنے بھائیوں کے لئے قربان کرنے اور اپنے نفس سے زیادہ دوسروں کو اہمیت اور وقعت دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد آنمحترم نے ربوہ تشریف لے جانے والے قافلہ کے ذریعہ ہندوستان کے مختلف اطراف سے آئے ہوئے احمدی احباب اور درویشانِ قادیان کی طرف سے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت خدمت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش فرمایا۔ اور دعا کی درخواست حضور انور کی خدمت میں پہنچانے کی تاکید فرمائی۔ اس وقت حضرت صاحبزادہ صاحب پر رقت طاری تھی آپ نے پُرنم آنکھوں اور درد بھری آواز سے تمام ممبرانِ قافلہ کو الوداع فرمایا۔

قافلہ کی روانگی

۲۱ر دسمبر کی صبح آٹھ بجے کی ٹرین سے ربوہ واپس جانے والے قافلہ کا وقت مقرر تھا۔ مسجد مبارک کے بڑے گیٹ کے سامنے مقامی اور مہمان احباب قافلہ کو رخصت کرنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے ایک لمبی اور پرسوز دعا کرائی۔ اس کے بعد نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے انہیں الوداع کہا گیا۔

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور بہت سے دیگر احباب اپنے معزز مہمانوں کی مشایعت کے لئے ریلوے سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی مصافحہ اور معانقہ کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور احباب نے اسلامی نعروں سے اپنے پیارے بھائیوں کو رخصت کیا۔

اعلاناتِ نکاح

مورخہ ۱۸ر دسمبر کو بعد نماز ظہر و عصر محترم حضرت امیر صاحب نے اور مورخہ ۱۹ر دسمبر کو بعد نماز مغرب و عشا محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے چند نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ ان ہر دو خطبات نکاح میں مختلف تربیتی امور پر روشنی ڈالی گئی اسی طرح مورخہ ۲۲ر دسمبر بروز جمعہ خطبہ سے قبل بھی محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام رشتوں کو متعلقہ خاندانوں کے لئے مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

نمازِ جنازہ اور اجتماعی دُعا

مورخہ ۲۰ر دسمبر کو شام کے ۴½ بجے تمام احباب جماعت بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے تاکہ اجتماعی دعا اور نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر حیدرآباد دکن سے دو موصیوں کے تابوت آئے تھے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے جنازہ گاہ میں مرحومین کا جنازہ پڑھا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ بعدہٗ تمام احباب جماعت اور مستورات مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پہنچے اور حضرت امیر صاحب نے ایک طویل اور پرسوز اجتماعی دعا کرائی اس کے بعد تمام احباب شہ نشین تشریف لے گئے جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرمایا کرتے تھے وہاں بھی اجتماعی دعا ہوئی اللہ تعالیٰ ان مقامات مقدسہ میں کی گئی تمام دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے آمین۔

اس طرح دعاؤں، ذکرِ الٰہی اور مختلف اجلاسوں سے معمور چند ایام گزارنے کے بعد احباب جماعت اپنے اپنے گھروں کو لوٹنا شروع ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ایام میں کی گئی دعاؤں اور عبادات کو قبول فرمائے اور دور دراز علاقوں سے مختلف صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے آنے والے شمع احمدیت کے ان پروانوں کو خدا تعالیٰ اپنے آغوشِ رحمت میں ہمیشہ رکھے۔ ان کے تمام نیک و پاک مقاصد میں کامیابی عطا کرے۔ تمام مشکلات کا ازالہ فرمائے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے جو دعائیں فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے حق میں قبول فرمائے

آمین

وصیت نمبر ۱۲۸۸۶

میں زینب بی بی زوجہ چوہدری سکندر خاں صاحب درویش قوم گوجر پیشہ خانہ داری عمر چالیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۱۲-۷۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

۱- حق مہر مبلغ پانچ صد روپیہ بذمہ شوہر ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

۲- ایک انگوٹھی طلائی تین ماشہ۔ کانٹے طلائی ایک تولہ۔ کل زیور مالیتی تین صد روپیہ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

اس کے علاوہ میری کوئی جائداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ اگر میری وفات پر میری کوئی مزید جائداد ثابت ہو یعنی میں اس کے بعد کوئی جائداد بناؤں یا میری کوئی آمد ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

الامۃ زینب بی بی گواہ شد سکندر خاں درویش خاوند موصیہ ۱۸-۱۲-۷۲ گواہ شد غلام نبی کارکن نظارت بہشتی مقبرہ

اقرار نامہ۔ میں اپنی اہلیہ کے مہر کے حصہ وصیت کردہ ۱/۱۰ کی ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں سکندر خاں ۲۶-۱۲-۷۲

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے

قسط اوّل

روما کی مرکزی عیسائیت کا پیغامِ عید
اور
قرآنی ارشادات کی تصدیق

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

روما کی مرکزی عیسائیت کا پیغام عید

عید رمضان کی آمد سے دو روز پہلے ویٹی کن سٹی سے ویٹی کن ریڈیو نے ایک عجیب و غریب پیام خیر خواہی مسلمانانِ عالم کے نام نشر کیا جس میں عیسائیت اور اسلام کے درمیان باہمی ملنساری پر زور دیا گیا۔ اس بیان کے نشر کرنے والے فادر جوسف کریگ ہیں جو ویٹی کن سیکرٹریٹ میں دفتر اسلام کے سربراہ ہیں۔ فادر جوسف نے یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ دونوں مذاہب کے درمیان تعلقات گہرے ہونے چاہئیں تا کہ لوگ دولت، اقتدار اور عیاشی کے جدید بتوں پر غلبہ پا سکیں۔ فادر جوسف فرماتے ہیں کہ مسلمان واقف ہیں کہ یہ دوستی صرف رسمی نہیں۔ مگر اس میں ایک ایسی خوبی ہے جس کو ہم بخوبی سمجھتے ہیں۔

فادر جوسف نے عیسائیوں اور مسلمانوں کو ایمان لانے والے قرار دیا اور کہا چاہئیے کہ ہم اپنے تمام تمدنی، معاشرتی، قومی اور ذاتی امتیازات کو دور کر دیں۔ اور ایک دوسرے اس بنیادی اصول کے تحت ملیں جو انسانیت کے لئے عام ہے۔ جس کی جڑیں بھائی چارہ اور خیر خواہی سے وابستہ ہیں۔ براڈ کاسٹ جو انگریزی میں تھا اس میں یہ بھی کہا گیا کہ

"ہماری موجودہ بدقسمتیاں اور ہمارا کل والا ڈر اور خوف ہمیں ایک دوسرے کے چہرے کو سیدھے دیکھنے کی دعوت دے رہے ہیں اور ایک دوسرے سے بُغض و بیر سے بات نہ کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔"

(آزاد نوجوان مدراس ۷ر نومبر ۱۹۷۲ء)

روما کی مرکزی عیسائیت کا پیغام عید ایک طرف قرآنی آیات کی تصدیق کر رہا تھا تو دوسری طرف عیسائی دنیا میں ایک نئے مذہبی انقلاب کی نشاندہی کر رہا تھا۔ آئیے ہم اس پیغام عید کے پس منظر کا جائزہ لیں اور اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔

یہود و نصاریٰ اور مسلمان

ظہورِ اسلام کے وقت مشرکین کے علاوہ اہلِ کتاب کی دو جماعتیں یہود اور نصاریٰ بھی اسلام کی دعوت کے مخاطب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مخالفین اسلام کے اسلام کے بارہ میں جذبات کا مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر فرمایا

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (المائدہ ع)

کہ تو مومنوں سے عداوت رکھنے میں یقیناً یہودیوں کو اور ان لوگوں کو جو مشرک ہیں سب سے زیادہ سخت پائے گا۔ اور تو مومنوں سے محبت کرنے کے لحاظ سے ان میں سے سب سے قریب یقیناً ان لوگوں کو پائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ بات اس وجہ سے ہے کہ ان میں کچھ لوگ عالم اور عابد ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔ اور جب وہ اس کلام الٰہی کو سنتے ہیں جو اس رسول پر اتارا گیا ہے تو تو دیکھتا ہے کہ جس قدر حق انہوں نے پہچان لیا ہے اس کی وجہ سے ان کی آنکھیں آنسوؤں کے زور سے بہہ پڑتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ہیں۔ پس ہمارا نام بھی گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔

متذکرہ بالا آیاتِ قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی قدرتاً نرم دل اور مسلمانوں سے محبت کا جذبہ رکھنے والے ہوں گے۔ اور حق و ایمان کی تصدیق کی بھی توفیق پائیں گے۔ کیونکہ ان کے دل میں رقت اور خشیتِ الٰہی ہے۔ مگر مشرک اور یہود مسلمانوں سے شدید نفرت و عداوت رکھنے والے ہوں گے چنانچہ تاریخ اسلام متذکرہ بالا ارشاداتِ ربانی کی شاہدِ ناطق ہے۔ تاریخ اسلام میں سے کچھ مستند واقعات ازدیادِ ایمان کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

تاریخی تصدیق ورقہ بن نوفل

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غارِ حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی اور آپؐ ان عظیم ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے گھبرا کر گھر واپس آئے تو آپؐ کی زوجۂ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپؐ کو اپنے ایک عزیز ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں۔ ورقہ بن نوفل عیسائی ہو گئے تھے۔ اور توریت و انجیل لکھا کرتے تھے۔ بوڑھے تھے اور بینائی جاتی رہی تھی۔ انہوں نے سب واقعہ سن کر کہا

هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی یَا لَیْتَنِیْ فِیْهَا جَذَعًا لَیْتَنِیْ حَیًّا اِذْ یُخْرِجُكَ قَوْمُكَ ...... وَ اِنْ یُّدْرِکْنِیْ یَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا

کہ یہ وہ فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسےٰؑ پر نازل کیا تھا۔ اے کاش! میں اس زمانے میں جوان ہوتا۔ اے کاش! میں اس وقت تک زندہ ہی رہتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی ..... اگر مجھے آپ کا زمانہ مل گیا تو میں آپ کی بہت زور دار مدد کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کی تصدیق و تسلی سے ایک گونہ اطمینان ہوا۔ مگر افسوس کہ اس کے چند روز بعد ورقہ بن نوفل کی وفات ہو گئی۔

شاہِ حبشہ نجاشی کا مسلمانوں کو پناہ دینا

جب اسلام کی دعوت پھیلنے لگی تو مشرکین نے مسلمانوں پر اپنے ظلم و ستم سے عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ کئی سالوں تک مسلمان مشرکین کے اس ظلم و ستم کا شکار ہوتے رہے آخر کچھ مسلمان ان مخالفینِ اسلام کے ظلم و ستم سے نجات پانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں کا بادشاہ عیسائی تھا جس کا نام نجاشی تھا۔ مشرکین کا ایک وفد بھی ان مہاجرین کے پیچھے حبشہ پہنچا تا کہ شاہِ حبشہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکائے۔ امراء دربار کو انہوں نے خوب اکسایا مگر اللہ تعالیٰ نے بادشاہِ حبشہ کے دل کو مضبوط کر دیا۔ تو اس نے باوجود ان لوگوں کے اصرار کے اور باوجود درباریوں کے اصرار کے مسلمانوں کو کفار کے سپرد کر دینے سے انکار کر دیا۔ اور مشرکین کا وفد ناکام واپس ہوا۔

اس کے بعد ۶ھ ہجری میں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط تحریر فرمائے تو ایک خط دعوتِ اسلام پر مشتمل نجاشی بادشاہ کو بھی بھجوایا۔ جب یہ خط نجاشی کو پہنچا تو اس نے بڑے ادب سے اس خط کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور تخت سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہا ہاتھی دانت کا ایک ڈبہ لاؤ چنانچہ ایک ڈبہ لایا گیا۔ اس نے وہ خط ادب کے ساتھ اس ڈبہ میں رکھ دیا اور کہا کہ جب تک یہ خط حبشہ میں محفوظ رہے گا حبشہ کی حکومت بھی محفوظ رہے گی

بالآخر اللہ تعالیٰ نے نجاشی بادشاہ کے دل کو انشراح بخشا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اور مسلمان ہونے کی حالت میں ہی اس کی وفات ہوئی۔ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نجاشی کی وفات کی اطلاع ملی تو آپؐ نے نجاشی کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ اور اسی واقعہ کے بعد مسلمانوں میں "جنازہ غائب" پڑھنے کا طریق جاری ہوا (تجرید بخاری مترجم صفحہ ۲۵۲)

شاہِ روم ہرقل کو پیغام اسلام

شاہِ روم ہرقل کو، جو عیسائی تھا، جب حضرت دحیہ کلبیؓ کے ذریعہ دعوتِ اسلام ملی تو وہ اس وقت اپنی مملکت کے دورہ پر ایلیاء مقام پر آیا ہوا تھا۔ اس نے مشرکینِ مکہ کے تجارتی قافلہ کے لیڈر حضرت ابوسفیان سے دربار میں بلا کر حالات دریافت کئے اور حالات سننے کے بعد دربار میں کھلے طور پر ابوسفیان سے کہا کہ:-

فَاِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَیَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ لَمْ اَكُنْ اَظُنُّ اَنَّهٗ مِنْكُمْ فَلَوْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهٗ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهٖ

(تجرید بخاری صفحہ ۱۱-۱۲)

کہ اے ابوسفیان! جو تم کہتے ہو اگر سچ ہے تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میرے ان دو قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے۔ اور بیشک میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں۔ مگر میں یہ نہیں خیال کرتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے۔ اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ان سے ملنے کا بڑا اہتمام کرتا۔ اگر میں ان کے پاس ہوتا تو یقیناً ان کے قدموں کو دھوتا۔

شاہِ روم ہرقل نے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی بلکہ اپنے ملک والوں کو بھی مشورہ دیا کہ:-

یا معشر الروم ھل لکم فی الفلاح والرشد وان یثبت ملککم فتبایعوا ھذا الرجل
(تجرید بخاری مترجم ص۱۱)

کہ اے روم والو! کیا تم کو ہدایت اور کامیابی میں رغبت ہے اور تمہیں منظور ہے کہ تمہاری سلطنت قائم رہے۔ جو اگر ہے تو اس نبی کی بیعت کر لو۔

مگر افسوس! امراء دروسا نے اس دعوتِ اسلام کو ناپسند کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرقل بھی کھُل کر اسلام قبول کرنے کی سعادت نہ پا سکا۔

مقوقش شاہِ مصر کو دعوتِ اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ہجری میں ایک خط دعوتِ اسلام پر مشتمل مقوقش شاہِ مصر (جو عیسائی تھا) کو حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ بھیجا۔ شاہ مقوقش نے وہ خط پڑھا اور حاطب سے کچھ دیر گفتگو کرنے اور احوال معلوم کرنے کے بعد کہا:۔

"میں نے اس نبی کے حالات سُنے ہیں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ کسی بُری بات کا حکم نہیں دیتا اور کسی اچھی بات سے نہیں روکتا۔ اور میں نے معلوم کیا ہے کہ وہ شخص ساحروں اور کاہنوں کی طرح نہیں ہے۔ اور میں نے بعض اس کی پیشگوئیاں سنی ہیں جو پوری ہوئی ہیں۔"

پھر اس نے ایک ڈبیہ ہاتھی دانت کی منگوائی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط رکھ دیا اور اس پر مُہر لگا دی اور اپنی ایک لونڈی کے سپرد کر دیا۔ اور پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یہ خط لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"محمد بن عبداللہ کی طرف مقوقس قبط کا بادشاہ خط لکھتا ہے کہ آپ پر سلامتی ہو۔ اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے آپ کا خط پڑھا ہے اور جو کچھ آپ نے اس میں ذکر کیا ہے اور جن باتوں کی طرف بلایا ہے ان پر غور کیا ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسرائیلی پیشگوئیوں کے مطابق ایک نبی کا آنا ابھی باقی ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ وہ شام سے ظاہر ہوگا میں نے آپ کے سفیر کو بڑی عزت سے ٹھیرایا ہے۔ اور ایک ہزار لونڈ اور پانچ جوڑے خلعت کے طور پر اسے دئے ہیں اور دو مصری لڑکیاں آپ کے لئے تحفہ کے طور پر بھجوا رہا ہوں قبطی قوم کے نزدیک ان لڑکیوں کی بڑی عزت ہے اور ان میں سے ایک کا نام ماریہ ہے اور ایک کا نام سیرین ہے۔ اور مصری کپڑے کے اعلیٰ درجہ کے بیس جوڑے بھی آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں اور اسی طرح ایک خچر آپ کی سواری کے لئے بھجوا رہا ہوں۔ اور آخر میں پھر دعا کرتا ہوں کہ خدا کی آپ پر سلامتی ہو۔"

(زرقانی وطبری)

نجران قبیلہ کے عیسائیوں کی مدینہ منورہ میں آمد

یمن کے عیسائیوں کا ایک وفد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مذہبی تبادلۂ خیال کرنے کے لئے مدینہ آیا جس میں ان کے بڑے بڑے پادری بھی تھے۔ مسجد نبوی میں بیٹھ کر گفتگو شروع ہوئی۔ اور گفتگو لمبی ہو گئی۔ اس پر اس قافلہ کے پادری نے کہا اب ہماری نماز کا وقت ہے ہم باہر جاکر اپنی نماز ادا کر آئیں۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باہر جانے کی کیا ضرورت ہے ہماری مسجد میں ہی اپنی نماز ادا کر لیں۔ آخر ہماری مسجد خدا کے ذکر ہی کے لئے بنائی گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلعم اور صحابۂ کرامؓ کی موجودگی میں مسجد نبوی میں اپنے طریق پر عبادت کی

(زرقانی)

نجران کے عیسائیوں کا یہ وفد تو آپؐ سے مباہلہ کرنے کے لئے آیا تھا مگر جب آنحضرت صلعم سے گفتگو ہوئی اور آپؐ کے کلمات طیبات کو سُنا اور آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ کو دیکھا تو وہ بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ ایک سردار نے دوسرے سے کہا

"مباہلہ نہ کرو کیونکہ اگر وہ نبی ہے اور ہم نے اس سے مباہلہ کیا تو ہم اور ہماری اولاد ہمارے بعد کبھی فلاح نہ پائے گی۔"

چنانچہ ان کے سردار عاقب اور سید نے عرض کیا (یا رسول اللہ) جو آپ ہم سے فرماتے ہیں وہ ہم ادا کرتے رہیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ کسی امانت دار کو بھجوا دیجئے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بھجوا دیا اور فرمایا "ھٰذا امین الأمة" یہ شخص اس امت کا امین ہے

(تجرید بخاری مترجم ص ۷۸۱، ۷۸۲)

بہرحال متذکرہ بالا واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آغازِ اسلام میں نصاریٰ میں اسلام کے خلاف وہ بغض وعداوت نہ تھی جو دوسرے مشرکین ومخالفینِ اسلام میں پائی جاتی تھی عیسائی بادشاہوں اور عوام میں مسلمانوں کے ساتھ باہمی رواداری اور محبت کے تعلقات تھے۔ اسلام نے جب ترقی کی تو اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر عیسائی بھی مسلمان ہوئے

(باقی آئندہ)

نظامِ وصیّت

ہر احمدی مرد اور عورت کو وصیّت کی اہمیت سمجھنی چاہیئے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیّت میں اپنی جماعت کو مطلع کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔" اور بہشتی مقبرہ قادیان کے لئے جو زمین حضور نے وقف فرمائی اس کے لئے دعا فرمائی کہ "خدا اس میں برکت دے اور اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔" حضورؑ نے تین مرتبہ بہشتی مقبرہ قادیان کو اپنی جماعت کے پاک دل لوگوں کی قبروں کی جگہ بننے کے لئے دعا فرمائی نیز جلد نظامِ وصیت میں شامل ہونے والوں کے متعلق حضورؑ نے فرمایا

"اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی ..... اپنے لئے زادِ راہ جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے۔ اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے۔ مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں یہ کہیں گے ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

لہٰذا ہر موصی اور عہدیدارانِ جماعت کو چاہیئے کہ وہ وصیّت کی غرض وغایت اور برکات و فوائد اپنے غیر موصی احباب اور رشتہ داروں کو ذہن نشین کرائیں اور انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء مبارک کے مطابق وصیت کرنے کی پُر زور تحریک کریں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ایک مخلص خاتون کا انتقالِ پُرملال

مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام ومکرم محمد یوسف صاحب گجراتی کی والدہ ماجدہ بمقام نصیرہ ضلع گجرات ۲۶ر نومبر ۱۹۷۲ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ کرم نماز جنازہ پڑھائی اور موصوفہ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

موصوفہ ایک اخلاص رکھنے والی خاتون تھیں جن کی نیک تربیت اور دعاؤں کے نتیجہ میں ان کے دو بچوں کو خدمتِ دین کے لئے ۱۹۴۷ء کے ہونک ایام میں مرکز سلسلہ قادیان میں قیام رکھنے اور اب تک مقیم رہنے کی توفیق ملی لیکن دونوں ممالک کے حالات کی وجہ سے طویل عرصہ سے ایک دوسرے کی ملاقات سے محرومی رہی۔ احباب مرحومہ کے درجات کی بلندی اور اولاد و اقارب کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا فرماویں

خاکسار ملک صلاح الدین
(مولف اصحابِ احمدؑ) قادیان

نصرت جہاں ریزرو فنڈ —— وعدہ کنندگان توجہ فرمائیں

اکتوبر ۱۹۷۳ء تک تمام وعدے سو فیصد پورے کر کے عنداللہ ماجور ہوں

وہ مخلصینِ جماعت جنہوں نے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہہ کر نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک میں وعدے فرمائے تھے اور وعدوں کی پوری رقم ابھی تک ادا نہیں کر سکے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ان وعدوں کی ادائی کے لئے آخری میعاد اکتوبر ۱۹۷۳ء تک ہے۔ احباب ہمت اور کوشش کر کے اپنے وعدوں کی رقم جلد از جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں
اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ وناصر ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

لجنہ اماء اللہ کے قیام پر پچاس سال پورے ہونے کی خوشی میں پُر مسرت تقریب

بقیہ صفحہ اوّل

اپنی ماؤں کی زیر تربیت پرورش پاتی ہے اس لئے ایک ماں جس کردار کی ہوگی اسی کا اثر بچے قبول کریں گے۔ سو عورت کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ اور بچوں کی اصلاح عورتوں کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم جس کی بنیاد صرف ۱۴ مستورات پر رکھی گئی تھی خدا کے فضل سے یہ تنظیم آج بین الاقوامی تنظیم بن چکی ہے۔ اس کی شاخیں نہ صرف سارے ہندوستان میں بلکہ غیر ممالک میں بھی پھیل چکی ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ۵۲ سالہ خلافت کا ہر دن اس بات پر شاہد ہے کہ آپ نے مستورات کی تعلیم و تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اور ان کے اندر مالی قربانی کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا ہے کہ عورتوں نے صرف اپنے چندے سے اس وقت تک لنڈن۔ ہالینڈ اور ڈنمارک میں تین مساجد تعمیر کی ہیں۔ اس کے علاوہ سادہ زندگی گذارنے کا ایک ایسا جوہر آپ نے مستورات میں پیدا کر دیا ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے جس مالی تحریک کا اعلان کیا جاتا ہے خدا کے فضل سے دُنیا بھر کی احمدی مستورات اس میں حصہ لے کر شامل ہوتی ہیں۔

اب ہمارے موجودہ امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی عورت کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " جماعت کی کوئی عورت کوئی بچی ایسی نہیں ہونی چاہیئے جو قرآنِ کریم نہ جانتی ہو۔ پھر رسومات کے خلاف بار بار توجہ دلائی ہے کہ جماعت میں سے بد رسومات کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ حضور کی تقریر کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے آپ نے بہنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ بہنوں کو اس تنظیم کے ماتحت اس کا پُورا انتظام کرنا چاہیئے۔ اپنی زندگی کو آئندہ نسلوں کے لئے بہترین نمونہ بنانا چاہیئے پس آئیں آج اس مبارک تقریب کے موقع پر ہم سب مل کر اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کو جو گذشتہ سالوں میں ہم سے ہوئی ہیں دُور کرنے کا عہد کریں۔ اور ایک نئے عزم اور ارادے کے ساتھ اپنی اپنی لجنہ میں نئی رُوح پیدا کرنے کی کوشش کریں اور جماعت کے ننھے بچے اور بچیاں جو آپ کے پاس قوم کی امانت ہیں ان کی بہترین رنگ میں تربیت کریں تا ہمارے بچے آج سے ہی ان قربانیوں کے لئے تیار ہو جائیں جن کی دینِ اسلام کو ضرورت ہے۔ آپ نے سیدہ حضرت ام متین صدر لجنہ مرکزیہ کی اختتامی تقریر کا جو لجنہ کے اجتماع کے موقع پر آپ نے کی تھی اقتباس پڑھ کر سُنایا کہ اس موقع پر ہمیں ایسی تدابیر سوچنی چاہئیں جن کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ قرآنی علوم کی اشاعت ہو اور اس بات کی تلقین کی جائے کہ ہر احمدی خاتون کا عمل اور کردار قرآنی تعلیم کے مطابق ہو۔

اپنی تقریر کے اختتام پر آپ نے بہنوں سے کہا کہ آئیں ہم مل کر عہد کریں کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے ہر حکم پر لبیک کہنے کے لئے خود کو اور اپنی اولادوں کو ہر وقت تیار رکھیں گی۔ اور خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر آپ کے ہر حکم کی اطاعت کریں گی۔ نیز اُن تمام کوششوں کے ساتھ دعا کی قبولیت پر کامل ایمان رکھتے ہوئے دعاؤں کی طرف خاص توجہ دیں گی۔ اور یہی رُوح اپنی اولادوں میں پیدا کریں گی۔ کیونکہ دُعاؤں کے ذریعہ ہی ہم اپنے مالکِ حقیقی سے تعلق پیدا کر سکتی ہیں۔ اور اس کی رضا حاصل کر سکتی ہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر ہمیں اور ہماری نسلوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چلا کر ہمیں اسلام و احمدیت اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کی توفیق عطا فرما آمین۔

خطاب کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ نے لجنات اماء اللہ بھارت کی اُن بہنوں کو سندات خوشنودی عطا فرمائیں جن کو دس سال سے زائد عرصہ خدمتِ دین بجالانے کی سعادت ملی تھی۔ اُن کے نام بدر کے لجنہ اماء اللہ جلسہ سالانہ نمبر میں قبل ازیں شائع ہو چکے ہیں۔

اس کے بعد عزیزہ مبارکہ نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی کی نظم ؎
"خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو"
سنائی۔ نظم کے بعد سب سے پہلی تقریر محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ نے زیر عنوان " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات طبقۂ نسواں پر " کی۔ انہوں نے آنحضرت صلعم کی بعثت سے قبل عورت کی حالت بتاتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلعم نے آکر عورت کی عزّت قائم کی۔ اور اس کو ایک بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ پھر عورتوں سے آپؐ کا حُسنِ سلوک اور لڑکیوں کی بہترین پرورش کے متعلق واقعات بیان کئے۔

ان کے بعد محترمہ اعظم النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد نے زیر عنوان 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسانات طبقۂ نسواں پر" تقریر کی۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلعم کے بعد پھر ایک وقت آیا کہ عورتیں اسلام کی تعلیم کو چھوڑ چکی تھیں۔ توہم پرستی، قبر پرستی، شرک و بدعات ان کے اندر داخل ہو چکی تھیں، حضرت مسیح موعودؑ نے آکر اسلام کی تعلیم کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اُن سب برائیوں کو قرآنِ مجید کی تعلیم کے ذریعہ دُور کرنے کا گُر بتا کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس کے علاوہ خدا تعالےٰ سے دعاؤں کے ذریعہ تعلق پیدا کرنا، قلم کے ذریعہ اشاعتِ اسلام میں حصّہ لینا مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی چندہ دینے میں برابر کا حقدار قرار دیا۔

ان کے بعد محترمہ سہیلہ محبوب صاحبہ نے سیرت حضرت ام المؤمنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت ام المومنینؓ کی سیرت کے چند مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی سیرت کے نہایت شاندار واقعات بہنوں کے سامنے پیش کئے۔

اس کے بعد محترمہ محبوب ظفر مند صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور نے حضرت مصلح موعودؓ کے احسانات احمدی مستورات پر بیان کئے۔ آپ نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ۱۹۲۲ء میں حضورؓ نے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو قائم فرما کر ہم پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ اس کے لئے ہم جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ یہ آپ کا ہی احسان ہے کہ آپ نے جماعت کی عورتوں کی تربیت اس رنگ میں کی ہے کہ دینی و دنیوی ترقی میں ہم خدا کے فضل سے آگے ہی آگے قدم بڑھا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ مالی قربانیاں پیش کرنے کا جذبہ ہمارے دلوں میں ایسا جاگزیں کیا ہے کہ مالی قربانی کی ہر تحریک میں جماعت کی عورتیں دِل کھول کر حصّہ لے رہی ہیں۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور کا ذکر کیا کہ وہاں اُنیس سال سے لجنہ قائم ہے اور خدا کے فضل سے باقاعدہ کام کر رہی ہے۔

ان کی تقریر کے بعد محترمہ اختر بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بنگلور نے "احمدی خاتون کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ احمدی مستورات کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق پیدا کریں۔ آنحضرت صلعم کے اسوہ کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کے لئے نمونہ بنائیں اور پھر اپنی اولادوں کی تربیت اسی رنگ میں کریں۔ نماز کی خود بھی پابندی کریں اور اپنی اولادوں کو بھی پابند بنائیں۔ دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کو مقدم رکھیں۔ اور قرآن کریم خود بھی سیکھیں اور دوسروں کو بھی سکھائیں۔

اس کے بعد صاحبزادی امۃ الکریم کوکب نے ثاقب زیروی کی نظم "اے ماؤ بہنو بیٹیو تم اک جہانِ نور ہو" پڑھ کر سُنائی۔ بعدہٗ محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسانات طبقۂ نسواں پر" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے جو انقلاب رونما ہُوا اس کو بیان کیا۔ نیز آپ کے احسانات جو احمدی مستورات پر ہوئے ان کو بیان کیا۔ پھر محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کلکتہ نے "لجنہ اماء اللہ کی خدمات ہندوستان میں" کے زیر عنوان تقریر کی۔ آپ نے ۱۹۲۲ء سے لے کر ۱۹۷۲ء تک لجنہ کی تنظیم کے ماتحت جو جو کام ہوئے اختصار سے بیان کئے۔ اور ہندوستان میں لجنات کے دوبارہ قیام کا مختصر حال بیان کیا۔

بعد ازیں محترمہ صدیقہ صاحبہ الہ دین سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سکندر آباد نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا 'ہماری تمام ترقیات خلافت سے وابستہ ہیں'۔ آپ نے سب سے پہلے لجنہ اماء اللہ کی پچاس سالہ تقریب میں شرکت کرنے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے حاضرات کو مبارکباد پیش کی۔ اور اس کے بعد آپ نے بتایا کہ عورتوں نے جو علمی، ادبی اور عملی ترقی کی ہے وہ خلافت سے وابستگی کے نتیجہ میں ان کو حاصل ہوئی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم خلیفۂ وقت کی ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے قدم ترقی کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھاتی جائیں۔ خدا تعالیٰ نظامِ خلافت کو تا قیامت ہم میں قائم رکھے۔ آمین۔

بعدہٗ خاکسار صادقہ خاتون کی تقریر تھی۔ خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے احسانات احمدی خواتین پر" کے موضوع پر تقریر کی جس میں حضور کی خلافت کے سات سالہ عرصے میں اپنے اوپر ہونے والے احسانات میں سے چند احسانات کا ذکر کیا۔ اور ان تمام تحریکات کو مختصر طور پر بیان کیا جو حضور ایدہ اللہ کی طرف سے ہوئیں۔ خاص طور پر تعلیم القرآن کی تحریک بہنوں کے سامنے پیش کی۔

اس کے بعد عزیزہ امۃ الجیب نے دُرِّ ثمین سے نظم پڑھی۔ پھر عزیزہ نعیمہ بشریٰ بقاپوری نے 'احمدی مستورات اور مطالباتِ تحریکِ جدید' کے موضوع پر تقریر کی۔ عزیزہ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ یہ وہ تحریک ہے جسے حضرت المصلح الموعودؓ نے سخت مخالفت کے زمانے میں قائم کیا تھا۔ تحریکِ جدید کی بابرکت تحریک میں اپنے محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں نے بھی حصہ لیا۔ تحریک جدید کے مطالبات کو بہنوں نے اپنا کر سادہ زندگی جیسا جوہر اپنے اندر پیدا کیا اور وہ پیسہ پیسہ بچا کر مالی قربانیوں میں حصہ لینے لگ گئیں۔ جس کے ذریعہ تمام دُنیا میں تبلیغِ اسلام کا جال بچھ گیا۔

اس کے بعد محترمہ شمیم بیگم صاحبہ نے 'تعلیم القرآن اور احمدی مستورات کے فرائض' کے عنوان پر تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقاریر کے کئی اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اور بتایا کہ ہمارے پیارے امام ہمام فرماتے ہیں کہ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے جسے قرآنِ کریم ناظرہ و باترجمہ نہ آتا ہو۔ یہ ارشاد صرف مردوں کے لئے نہیں بلکہ عورتوں کے لئے بھی ہے۔ پس ہم عورتوں پر یہ بہت بڑی ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ اپنی ذمّہ داری کو سمجھیں۔ خود بھی قرآن کریم سیکھیں اور اپنی اولادوں کو بھی قرآن سکھائیں۔

اس تقریر کے بعد صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے مستورات سے اختتامی خطاب فرمایا جس میں

قادیان میں عیدالاضحیہ کی مبارک تقریب

قادیان ۱۰ ر صلح - حل ذوالحجہ کی دسویں تاریخ ہونے کے سبب مقامی طور پر محترم صاجزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسنون طریق پر عیدالاضحیہ پڑھائی اور لطیف خطبہ دیا۔ پہلے اور بعد ازیں قربانی کے قریباً ۵۱ جانور ذبح کئے گئے۔

نظارت دعوت و تبلیغ کے اعلان کے مطابق تمام مقامی احباب و خواتین پارک خواتین متصلہ بہشتی مقبرہ قادیان میں ۹ بجے نماز عیدالاضحیہ ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ سب سے پہلے محترم صاجزادہ صاحب نے نماز عید کے دو نوافل مسنون طریق سے پڑھائے۔ اس کے بعد دس بجے خطبہ شروع فرمایا جس کے آغاز میں آپ نے بتایا کہ آج اسلامی تاریخ کے لحاظ سے عیدالاضحیہ کا دن ہے۔ یہ دن ہر مسلمان کو اس عظیم قربانی کی یاد دلاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بڑی قربانی کا نمونہ دیا تھا۔ محترم صاجزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہ قربانی صرف آج سے چار ہزار سال پہلے کے لوگوں کے لئے نہیں تھی بلکہ آج کے لوگوں کے لئے بھی تھی۔ اس قربانی کے تحت جو عظیم باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عظیم بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور عظیم ماں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی بے نظیر قربانیوں کا مجموعہ ہے۔ ان سب کی اجتماعی قربانی کے پیچھے جو بنیادی مقصد تھا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت تھی۔ اسی عبادت کو بجا لاکر وہ سب اللہ تعالیٰ کے قرب میں جگہ پا گئے۔ محترم صاجزادہ صاحب نے بتایا کہ ان تینوں بزرگان کی غیر معمولی قربانی کا نتیجہ بھی پھر غیر معمولی رنگ میں ظاہر ہوا۔ اس بے آباد جگہ پر آبادی ہوگئی۔ جہاں پانی کا قطرہ نہ تھا پانی پیدا کر دیا اور آج اس کثرت سے وہاں لوگ جاتے ہیں کہ ان سب کے لئے غلہ اور پھلوں کا سامان اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق بڑی فراوانی سے ہوگیا کہ لاکھوں لاکھ نفوس کے اجتماع کے لئے انتظامات میں کبھی دقت پیش نہیں آئی۔ بظاہر حالات حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ پہلا اقدام اپنی نسل کو ختم کرنے والا تھا۔ چونکہ ان کا یہ عمل خدا کے حکم اور اشارہ سے ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے نہ صرف آپؑ کی اس نسل کو ہی قائم رکھا بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی سامان کر دیئے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے محترم صاجزادہ صاحب نے بتایا کہ حج کے لئے بہت سی شرائط ہیں جن میں امن کا ہونا بھی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اس وقت امن کی صورت نہ تھی اور آپ کی شدید مخالفت تھی اس لئے حضورؑ حج کے لئے تشریف نہ لے جا سکے، اس کے باوجود حضورؑ کے دل میں ان مقدس مقامات میں پہنچنے کی جو تڑپ تھی جو جذبہ تھا وہ باوجود بڑے ضبط کے کسی نہ کسی وقت نمایاں ہو جاتا تھا۔ موجودہ وقت میں بعض افراد کو ان مقامات مقدسہ کی راہ میں حائل روکوں کا ذکر کر کے محترم صاجزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہ عارضی روکیں ہیں ایک مخلص مسلمان کو ان مقامات مقدسہ کے تئیں اپنے خلوص اور نیک جذبہ کو قائم و دائم رکھنا چاہیئے۔ آخر میں آپ نے درویشان کرام کو تلقین فرمائی کہ ہم میں سے بڑی عمر کے افراد کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی قربانی اور چھوٹی عمر کے افراد کو حضرت اسمٰعیلؑ کی سی قربانی اور جماعت کی خواتین کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے رنگ کی قربانیاں پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیئے۔

دوسرے خطبہ میں آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا احباب جماعت کو محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پہنچایا اور ایک لمبی پُرسوز دعا کرائی بعدہٗ محترم صاجزادہ صاحب اور حضرت امیر صاحب مقامی نے سب احباب کو مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا اور تمام احباب بھی ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر عید مبارک کا تحفہ پیش کیا۔

عید کی قربانیاں

نماز عید سے فارغ ہونے کے بعد مقامی مستطیع احباب نے اپنے طور پر اور بیرونجات سے آئی ہوئی قربانیاں حضرت امیر صاحب مقامی کے زیر حکم لوکل انجمن احمدیہ کے کارکنان نے ذبح کرائیں۔ اور ان کا گوشت تمام احباب میں تقسیم کیا گیا۔ خدا تعالیٰ قربانی کی رقوم ارسال کرنے والوں کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور اُن کے اموال و نفوس میں برکت دے آمین ؁

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک

جن مخلصین نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک میں اپنے مخلصانہ وعدہ جات فرمائے تھے اُن میں سے بعض احباب کی طرف سے اس مد میں کوئی رقم تاحال موصول نہیں ہوئی اور بعض احباب کی طرف سے اپنے وعدہ کے بالمقابل وصولی بہت ہی کم ہوئی ہے۔ اس صورت میں ایسے احباب کے لئے میعادِ مقررہ تک جو اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ختم ہو جائے گی اپنے وعدہ کی کل رقم ادا کرنی مشکل ہو جائے گی۔

ایسے مخلصین بھی ہیں جنہوں نے اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یا تو کل رقم یکمشت ادا کر دی یا پھر تھوڑی مدت بعد میں۔ اکثر جماعتوں کے سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھی وعدہ کنندگان کا حساب بھجوایا جا چکا ہے۔ اس لئے احباب کوشش فرمائیں کہ ابھی سے ماہوار اقساط کی صورت میں ادائیگی شروع کر دی جائے تاکہ میعادِ مقررہ تک اپنے وعدہ کی کل رقم آسانی سے ادا کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور ہمیشہ حافظ و ناصر رہے آمین۔

درویشی فنڈ

جن مخلصین نے "درویشی فنڈ" میں وعدے کر رکھے ہیں، اُن سے درخواست ہے کہ جلد ادائیگی کر کے ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین ؁

ناظر بیت المال آمد قادیان

سیھوں (کشمیر) میں احمدی مبلغ کی تقریر — بقیہ صفحہ (۱۰)

تقریر کے ختم کرنے کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ کتاب "بابا نانکؒ کا فلسفہ توحید" صدر مجلس کی خدمت میں پیش کی اور اسلامی لٹریچر بھی دیا جو انہوں نے بڑے ادب و احترام سے قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ نے بابا نانک کا فلسفہ توحید شائع کر کے سکھوں پر ایک احسانِ عظیم کیا ہے جس کا بدلہ ہم کسی بھی صورت میں ادا نہیں کر سکتے۔ نیز کہا کہ آج کل اتحاد کے موضوع پر تقریروں کی بے حد ضرورت ہے۔ اور ہم جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے آپ کو ہمارے اس جلسہ میں شرکت کرنے کا حکم دیا اور آپ نے بابا نانک جی کی تعلیم ہمیں بتائی۔ امید ہے کہ آئندہ بھی جماعت احمدیہ ہمارے جلسوں میں احمدی مبلغین روانہ کر کے شکریہ کا موقعہ دیگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تقریر کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین ؁

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں :-

Azad TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA — 12.

دعائے مغفرت

میرے والد محترم عابد حسین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرنول قریباً چھ ماہ کی علالت کے بعد ۲ ر جنوری ۱۹۷۳ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم جماعت کے ہر کام میں پیش پیش رہتے اور بہت سارے اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے۔ احباب جماعت اُن کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں نیز جملہ پسماندگان کو اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل کی توفیق دے اور سب کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین ؁

خاکسار: کنیز فاطمہ اہلیہ عبدالحفیظ صاحب قریشی کرنول

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دُکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE"　فون نمبرز 23-1652　23-5222